﴿فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ سُورَةُ الأَنْبِيَاءِ "پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھ لو"۔

خطباتِ ارشدی

جلد اول

خطبات و بیانات

سلسلہ خطبات، دروس و محاضرات

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی حفظہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

حقوق الطبع محفوظة
©Copyright Reserved

خطباتِ ارشدی

خطبات و بیانات

سلسلہ خطبات، دروس و محاضرات

(جلد اول)

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani
Waffaqahullah

Hafiz, Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرس

دروس وبیانات - جلد اول (خطباتِ ارشدی)

شمار	عنوان	صفحہ
	کلمہ توحید کے آٹھ شرائط	
1	عناصرِ خطبہ	
2	تمہید	2
3	کلمہ توحید کے آٹھ شرائط	3
4	1۔ پہلی شرط "علم"	5
5	2: دوسری شرط "یقین"	11
6	3: تیسری شرط "قبول"	14
7	4: چوتھی شرط "انقیاد"	17
8	5: پانچویں شرط "صدق"	22
9	6: چھٹی شرط "اخلاص"	23
10	7: ساتویں شرط "المحبۃ" یعنی محبت	24
11	8: آٹھویں شرط: کفر وبدعات سے براءت	24
	دروس رمضان 1 تا 5	
12	تمہید	27
13	رمضان اور علم فلکیات	28
14	کائنات میں غور وفکر اللہ کا حکم ہے	28
15	کائنات کی تخلیق کا مقصد	29
16	سورج اور چاند کے فوائد	31

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

17	پہلا فائدہ: روشنی حاصل کرنا	31
18	دوسرا فائدہ: وقت اور تاریخ کا تعین	32
19	(Phases of moon) اللہ رب العالمین کی قدرت کا عظیم مظہر	33
20	قمر (چاند) کی اہمیت:	34
21	چاند کے تعلق سے ایک اعتراض اور اس کا جواب:	35
22	روزہ اور عید کے تعلق سے ایک سوال اور اس کا جواب:	37
23	Astronomical Evidence کے ذریعے چاند کو دیکھنا غلو ہے:	40
24	شیخ البانی اور شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہما کا فتوی:	41
25	رؤیتِ ہلال کی گواہی قبول کرنے کا پیمانہ:	41
26	اجتماعیت کی اہمیت:	42
27	اگر کوئی مقامی رؤیت کے اعتبار سے چلنا چاہتا ہے۔۔۔	42
28	"Solar system" کی تفصیلات	43
29	اسلامی کلینڈر کے تعلق سے ایک اشکال اور اس کا جواب:	45
30	پہلا فائدہ: رمضان کا الگ الگ موسموں میں آنا:	46
31	دوسرا فائدہ: عبادات کی ادائیگی میں آسانی:	46
32	رمضان کی اہمیت:	47
33	استقبالِ رمضان:	49
34	استقبال رمضان اور ہمارے اسلاف:	49
35	چاند دیکھنے کی دعا:	50
36	آمدِ رمضان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو عمل پر ابھارنا:	51
37	نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے حکم	52
38	رمضان المبارک کی اصطلاحات:	52

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

39	لفظِ رمضان اور ماہِ رمضان سے اس کی مناسبت:	53
40	لفظِ صوم کا مطلب:	54
41	جنگ سے تعلق رکھنے والی آیتوں کے درمیان صوم کے ذکر کی حکمت:	55
42	لفظِ مسلم کا مطلب:	56
43	لفظِ تقوی کا مطلب:	56
44	اللہ کے غضب سے بچنے کا طریقہ:	57
45	لفظِ صلوٰۃ کا معنی:	58
46	1۔ دعا:	58
47	2۔ عبادت گاہ:	58
48	3۔ تعریف، مقام و مرتبہ اور درود ابراہیم:	59
49	4۔ دوسرا درجہ:	60
50	5۔ صلوین:	60
51	6۔ کسی چیز کو آگ میں تپانا:	61
52	صلاۃ کا اصطلاحی معنی:	61
53	لفظِ سحور کا معنی:	62
54	لفظِ افطار کا معنی:	62
55	افطار میں جلدی کرنا باعثِ خیر ہے:	62
56	تراویح یا قیام اللیل کا مطلب:	63
57	صلوٰۃ التہجد کا مطلب:	64
58	اعتکاف کا مطلب:	64
59	لیلۃ القدر کا مطلب:	64
60	زکوٰۃ کا مطلب:	65

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

61 زکوۃ کے شروط: 65

دروس رمضان 6 تا 11

63 تمہید 67

64 رمضان کے فضائل 67

65 1۔رمضان المبارک میں آسمانی کتابوں کا نزول: 67

66 قرآنِ مجید کا نزول: 67

67 دیگر آسمانی کتابوں اور صحفِ ابراہیم کا نزول: 68

68 2:رمضان المبارک میں روزوں کی فرضیت: 69

69 روزوں کے اقسام 71

70 بنیادی طور پر روزوں کی دو قسمیں ہیں: 71

71 1۔فرض روزے 71

72 2۔تطوع (نفل روزے) 71

73 فرض روزوں کے اقسام 72

74 فرض روزوں کی چار قسمیں ہیں: 72

75 1:رمضان المبارک کے روزے: 72

76 2:رمضان کے قضاء روزے: 72

77 3:کفارے کا روزہ: 72

78 4:نذر کا روزہ: 73

79 روزے کے فضائل 74

80 1:روزہ اللہ تعالی کی پسندیدہ عبادت ہے: 74

81 2:روزہ مغفرت کا ذریعہ ہے: 75

82 3:روزے دار کے لئے باب الریان سے داخلہ: 75

فهرس

83	روزے کے مسائل	76
84	کن لوگوں پر روزے فرض ہیں اور کن پر نہیں؟	76
85	غیر مسلم روزے دار کے ساتھ ہمارا برتاؤ:	77
86	بالغ اور اس کے بلوغت کے علامات:	78
87	بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنا:	80
88	عاقل:	81
89	قادر:	81
90	مریض کی دو قسمیں	82
91	1: چند دنوں کا مریض:	82
92	2: دائمی مریض:	82
93	کیا روزہ دار کسی عذر کی بناء پر روزہ توڑ سکتا ہے؟	82
94	فدیہ کیا ہے؟:	83
95	مسکین کو کھانا کھلانے کے دو طریقے ہیں اور دونوں ہی درست ہیں:	83
96	کیا عورت پر حالتِ حیض میں روزہ فرض ہے؟	84
97	قضا روزے کب رکھیں جائیں؟	84
98	کیا عورت جب نفاس کی حالت میں ہو تو روزہ رکھے گی؟	85
99	کیا عورت جب ایام حمل یا ایام رضاعت میں ہو تو روزہ رکھے گی؟	85
100	مرضعہ کے تعلق سے ایک غلط فہمی:	86
101	حاملہ اور مرضعہ قضا روزے رکھے گی یا فدیہ دے گی؟:	86
102	پہلا فتوی: قضاء روزے رکھے گی:	86
103	دوسرا فتوی: فدیہ دے گی:	86
104	چند وجوہات کی بنا دوسرے فتوی کی ترجیح:	87

فہرس

105	تیسری فضیلت: ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک صغائر کی معافی:	87
106	چوتھی فضیلت: رمضان المبارک میں جہنم سے خلاصی:	90
107	پانچویں فضیلت: رمضان رالمبارک میں لیلۃ القدر کا ہونا:	90
108	چھٹی فضیلت:	92
109	رمضان کے تعلق سے چند ضعیف احادیث	94
110	پہلی حدیث:	94
111	دوسری حدیث:	95
112	تیسری حدیث:	96
113	چوتھی حدیث:	96
114	پانچویں حدیث:	97
115	رمضان میں شیاطین سے متعلق ایک اہم سوال:	97
116	انسانی جسم کا تعلق دنیوی اشیاء ہے:	101
117	انسان کی روح کا تعلق اللہ رب العالمین سے ہے:	102
118	انسانی جسم کی طرح انسانی روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے:	104
119	انسانی جسم اور روح کے درمیان توازن:	106
120	عبادت کا لغوی معنی:	109
121	عبادت کا اصطلاحی معنی:	109
122	عبادت کا وسیع مفہوم:	109
123	عبادت کی دو قسمیں:	110
124	عبادت کی قبولیت یا قبولِ اعمال کے دو شرائط ہیں:	111
125	اخلاص کا لغوی معنی:	111
126	خلاصۂ کلام	115

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

127	دروسِ رمضان 11 تا 15 روزوں کے اہم مسائل	
128	تمہید	117
129	روزوں کی نیت ضروری ہے:	118
130	فرض روزوں کی نیت:	118
131	نفل روزوں کی نیت:	119
132	سحری کے وقت روزے کی نیت کی ایک دعا:	120
133	نواقضِ روزہ (روزہ توڑنے والی اشیاء):	120
134	وہ اشیاء جن کا جسم میں داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:	120
135	ا۔ جان بوجھ کر کھانا یا پینا:	120
136	۲۔ وہ اشیاء جو کھانے پینے کے قائم مقام ہوں:	123
137	ا. طاقت کی گولی یا "Injection" لینا:	123
138	۲۔ ناک کے ذریعہ کسی چیز کا پیٹ میں داخل ہونا:	122
139	سگریٹ پ CIGARETTE ینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا:	122
140	سگریٹ پینا شریعت کی نظر میں:	122
141	سگریٹ کی حرمت پر قرآنی دلائل:	123
142	۳۔ blood transfusion بلڈ ٹرانسفوژن:	124
143	علامہ ابن باز رحمہ اللہ کا قول بلڈ ٹرانسفوژن کے تعلق سے:	124
144	دینی مسائل پوچھنے سے شرم محسوس نہیں کرنا چاہئے:	125
145	۳۔ وہ اشیاء جن کا جسم سے خارج ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:	125
146	ا۔ حیض اور نفاس:	126
147	۲۔ جماع:	126
148	۳۔ عمداً قئے کرنا:	128

فہرس

149	چند متفرق مسائل	129
150	روزے کی حالت میں گندے خیالات کی وجہ سے منی کے نکلنے کا حکم:	129
151	روزے کی حالت میں حجامہ کروانے کا حکم:	129
152	جسم سے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا:	130
153	روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے کا حکم:	131
154	روزے دار کے لئے تھرمامیٹر کے استعمال کا حکم:	131
155	روزے دار کو بے ہوش کرنے کا حکم:	132
156	طبی تشخیص یا آپریشن کیلیے مریض کو بے حس کئی طریقوں سے کیا جاتا ہے:	132
157	روزے کی حالت میں (پی. وی) شرمگاہ میں دوا ڈالنے اور انجکشن دینے کا حکم:	133
158	روزے کی حالت میں برش کرنے کا حکم:	134
159	ان ممالک میں روزے کا حکم جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے:	134
160	رمضان المبارک کی مناسبت سے چند نصیحتیں	135
161	"رمضان المبارک ایمان کی تجدید اور غلطیوں کی اصلاح کا مہینہ:	135
162	رمضان المبارک میں شرک وبدعت سے اجتناب:	136
163	شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں:	137
164	آپ ﷺ کی اتباع:	138
165	لا الہ الّا اللہ کا معنی:	139
166	لا الہ الا اللہ کے دو ارکان ہیں:	140
167	کیا کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرکے سجدہ کرنا شرک ہے؟	140
168	سجدے کی قسمیں:	140
169	لا الہ الا اللہ کے شروط:	141
170	پہلی شرط: العلم: "لا إلٰهَ إلّا الله" کے معانی و مطالب	142

فهرس

171	دوسری شرط:	143
172	تیسری شرط:	143
173	چوتھی شرط:	143
174	پانچویں شرط:	144
175	چھٹی شرط:	144
176	ساتویں شرط:	144
177	رمضان المبارک اور سائنس	144
178	پہلا جواب: روزے کے تعلق سے لوگوں کی غلط فہمی:	145
179	دوسرا جواب: سائنس اور طب کی روشنی میں:	145
180	روزے کے تعلق سے سائنسدانوں کی رائے:	146
181	روزہ ڈائٹری سسٹم dietary system کی طرح ہے:	146
182	موجودہ ریسرچ کے اعتبار سے روزے کے فوائد	146
183	1۔زہریلے جراثیم کا خاتمہ:	146
184	2: صحتمندی:	147
185	اسلام میں بیماروں کے لئے رخصت:	147
186	مسلمان "عبد اللہ" ہے "عبد الدنیا والدرھم نہیں ہے:	149
187	روزے کے سماجی فائدے:	150
188	روزے کے psychological فائدے:	151
189	قرآنِ مجید کی عظمت:	152
190	رمضان المبارک اور قرآن مجید:	153
191	آپ ﷺ کا صحابہ کرام سے قرآن سننا:	155
192	لفظِ انزال اور لفظِ تنزیل میں فرق:	156

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

193	قرآن مجید کی حفاظت:	157
194	دروسِ رمضان 16 تا 19	
195	تمہید	164
196	دین کے مراتب	164
197	دین کے تین مراتب ہیں: اسلام، ایمان اور احسان۔	164
198	اسلام کے پانچ ارکان اور رمضان المبارک:	167
199	تراویح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:	169
200	تہجد کی فضیلت بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:	169
201	ایمان کے ارکان اور رمضان:	171
202	احسان اور رمضان:	175
203	رمضان اور دعا:	175
204	اللہ کا بندوں سے قریب ہونے کا مطلب:	176
205	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول:	177
206	کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے:	177
207	اللہ کی صفات کے تعلق سے ہمارا عقیدہ:	178
208	اللہ تعالیٰ کے معبودِ حقیقی ہونے کے دس اسباب آیۃ الکرسی کی روشنی میں:	179
209	پہلا سبب:	179
210	دوسرا سبب:	180
211	تیسرا سبب:	180
212	چوتھا سبب:	180
213	پانچواں سبب:	181
214	چھٹواں سبب:	181

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

215	ساتواں سبب:	181
216	آٹھواں سبب:	182
217	نواں سبب:	182
218	دسواں سبب:	183
219	اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لئے وسیلے کی ضرورت نہیں ہے:	183
220	دعا کے آداب	184
221	پہلا ادب: اخلاص اور اتباعِ رسول:	184
222	دوسرا ادب: اکلِ حرام سے اجتناب:	185
223	تیسرا ادب: باوضو ہو کر دعا کرنا:	186
224	چوتھا ادب: قبلہ رخ ہونا:	186
225	پانچواں ادب: اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجنا:	187
226	چھٹا ادب: استغفار کرنا:	188
227	ساتواں ادب: گناہ کے تعلق سے دعا نہ کرنا:	189
228	آٹھواں ادب: دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرنا:	189
229	نواں ادب: دعا میں ناممکن اور بے کار چیزیں مانگنے سے اجتناب کرنا:	190
230	دسواں ادب: دعا میں افضل اور اعلی چیزیں مانگنا:	190
231	حضرتِ سلیمان علیہ السلام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں:	191
232	گیارہواں ادب: دعا میں یقینی اور قطعی الفاظ استعمال کرنا:	192
233	بارہواں ادب: یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا:	192
234	تیرہواں ادب: تواضع اور انکساری کے ساتھ دعا کرنا:	193
235	چودہواں ادب: آہستگی کے ساتھ دعا کرنا:	194
236	پندرہواں ادب: تکرار کے ساتھ دعا کرنا:	195

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

237	سولہواں ادب: نیک اعمال کا وسیلہ لینا:	195
238	سترہواں ادب: اسمائے باری تعالیٰ کا وسیلہ لینا:	199
239	آٹھارواں ادب: خوش حالی میں اللہ سے دعائیں کرنا:	199
240	انیسواں ادب: ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا:	200
241	بیسواں ادب: قبولیت کے اوقات میں دعائیں کرنا:	200
242	"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل میں" کیا اس طرح کے الفاظ دعا میں استعمال کر سکتے ہیں؟	210
243	دعا قبول ہونے اور نہ ہونے کے تعلق سے تین اہم باتیں:	201
244	وہ لوگ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں:	202
245	وہ لوگ جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں:	202
246	انبیاء علیہم السلام کی دعائیں:	203
247	حضرت آدم علیہ السلام کی دعا:	203
248	حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعائیں:	204
249	کعبہ کی تعمیر کے وقت اس طرح دعا کی:	204
250	کعبۃ اللہ کی امن وسلامتی اپنے اور اپنے بچوں کی شرک سے حفاظت کے لئے اس طرح دعا کی:	204
251	اسی طرح اپنی اور اپنی اولاد کی نمازوں کے قیام کے لئے اس طرح دعا مانگی:	205
252	حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا:	205
253	حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:	205
254	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعائیں:	206
255	اللہ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے اس طرح دعا کی:	206
256	زبان کی لکنت کے خاتمے کے لئے اس طرح دعا کی:	207

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس

257 رخصتِ رمضان کی مناسبت سے چند نصیحتیں

258 تمہید 209

259 قیامت کی ہولناکیاں 211

260 زمین تانبے کی بنادی جائے گی: 211

261 سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہو گا: 211

262 اللہ تعالی کے سایہ سے کیا مراد ہے؟ 212

263 پہلا قول: اضافتِ تشریفی: 212

264 دوسرا قول: اللہ سبحانہ وتعالی کی حمایت ومدد: 213

265 تیسرا قول: اللہ کے عرش کا سایہ: 213

266 دوسری حدیث: زندگی میں رمضان کی اہمیت: 214

267 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: 214

268 دین پر مداومت: 216

269 رمضان کے بعد بھی گناہوں سے اجتناب: 217

270 تکبر سے اجتناب کا حکم: 218

271 رمضان کے بعد بھی روزوں کا اہتمام: 220

273 اس حدیث کا صحیح مفہوم: 223

274 رمضان کے بعد بھی تہجد کا اہتمام: 224

275 رمضان کے بعد بھی صدقہ وخیرات کا اہتمام: 225

276 رمضان میں بڑے اور سرکش شیاطین کو قید کیا جاتا ہے: 226

277 شرک ایک گناہِ عظیم ہے: 227

278 شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں: 228

279 اللہ پر بھروسے کو مضبوط کریں: 229

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

فھرس

280	دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے منصوبے بنائیں:	231
281	قرآن کی عظمت:	232
282	محاسبۂ نفس	234

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

کلمہ توحید کے آٹھ شرائط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جتنے احکامات دیے ہیں ان سب نیکیوں کی جڑ اور اصل "شہادتِ لا الہ الا اللہ " ہے، یعنی کلمہ توحید ہی افضل العبادات اور احسن القربات ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کلمہ "لا الہ الا اللہ "کے معنی ومفہوم اور توحید کی روح کو جاننے اور سمجھنے کا حکم دیا ہے۔ سورہ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 19 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:" فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللہ "سو(اے نبی!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اللہ تعالی یہ حکم کس کو دے رہے ہیں؟ اللہ تعالی نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم دے رہے ہیں، نبی اکرم ﷺ کو عربی زبان سمجھ میں آتی تھی یا نہیں آتی تھی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی زبان سمجھ میں آتی تھی، اس کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہا ہے کہ اے نبی اکرم ﷺ! جان لیجئے کہ " لا الہ الا اللہ "کا معنی کیا ہے، اللہ تعالی نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم دے کر اصل میں ساری انسانیت کو حکم دے رہا ہے کہ "لا الہ الا اللہ "کا معنی کیا ہے یہ جان لو۔

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جو معنی ومطلب بتلایا ہے وہ معنی کے ساتھ ہی" لا الہ الا اللہ "پڑھیں گے اور سمجھیں گے تو"لا الہ الا اللہ "قبول ہوگا ورنہ قبول نہیں ہوگا۔

قِيلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ

بَلَى وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ.

وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کیا « لا الہ الا اللہ » جنت کی کنجی نہیں ہے؟تو انہوں نے فرمایا کہ ضرور ہے لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں ہوتی جس میں دندانے نہ ہوں۔ اس لیے اگر تم دندانے والی کنجی لاؤگے تو تالا(قفل) کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا۔

اور وہ دانت کلمہ توحید کے آٹھ 8 شروط ہیں۔

کلمہ توحید کے آٹھ 8 شرائط:

" لا الہ الا اللہ " کی آٹھ 8 شرطیں ہیں، وہ کیا ہیں؟ عرب کے ایک عالم جو ایک شاعر بھی ہیں انہوں نے آسانی سے یاد کرنے کے لیے ان شروط کو ایک شعر میں جمع کیا ہے۔

العلم والیقین والقبول
والانقیاد فادرما أقول
والصدق والإخلاص والمحبة
وفقك الله لما أحبه

1۔ علم 2۔ یقین 3۔ قبول 4۔ انقیاد 5۔ صدق (سچائی) 6۔ محبت 7۔ اخلاص

یہ الفاظ ایسے ہیں جنہیں ہم اردو میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

علم سے مراد یہ ہے کہ کلمہ توحید کا معنی اور مطلب معلوم ہو جہالت نہ رہے، بندہ زبان سے جو کلمہ ادا کر رہا ہے، اس کا صرف اقرار کافی نہیں بلکہ اس کے معانی اور تقاضوں سے واقفیت بھی لازمی ہے۔

یقین کا مطلب ہے کہ اس توحید کو قبول کرنے کے بعد کسی بھی قسم کا شک و شبہ دل میں باقی نہ رہے اور اسے مکمل ایمان و ایقان کے ساتھ دل سے قبول کریں۔

قبول یعنی زبان سے اقرار کرنا۔

انقیاد کا مختصر معنیٰ ہے کہ دل سے بھی معنی ماننا اور عمل کے ذریعہ بھی ثابت کرنا یعنی اللہ رب العالمین کے لیے مطیع و فرماں بردار ہو جانا۔

صدق سے مراد سچائی کے ساتھ قبول کرنا۔

محبت یعنی دلوں کی محبت کے ساتھ قبول کرو، نفرت یا ناپسندیدگی سے قبول کرنا درست نہیں ہے، دلوں میں نفرت چُھپا کر اور اس توحید کو بوجھ سمجھ کر قبول کرنا درست نہیں ہے۔

اخلاص سے مراد ریاکاری سے نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ قبول کرو۔

توحید کی قبولیت کے لیے یہ سات 7 کنڈیشن قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہیں۔ شیخ بن باز رحمہ اللہ نے ایک اور یعنی آٹھویں شرط بھی بتلائی ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جتنے قسم کے معبودانِ باطلہ اور طاغوت ہیں ان کا انکار کرنا، یعنی ہر قسم کی گندگی سے صاف ہو جاؤ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کی بدعت سے پاک ہو کر توحید کو تسلیم کرو۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان علماء کرام کو جنہوں نے بڑی محنت و مشقت سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان تمام شروط کو جمع کیا ہے اور ان نِکات کا مکمل سروے کر کے ہمارے لیے بڑی آسانی پیدا کر دی ہے۔

1۔ پہلی شرط "علم":

اللہ تعالی کا حکم ہے کہ " فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ""سو(اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں "۔(سورۃ محمد:19)

"لا الہ الا اللہ" جاننے کا ایک پہلو یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ اس کا معنیٰ سمجھیں۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ذرا غور کریں! اس کلمہ کے دو پہلو ہیں: ایک انکار ہے دوسرا اثبات ہے۔ کس چیز کا انکار ہے اور کس چیز کا اثبات ہے؟ شرک کا انکار ہے اور توحید کا اثبات ہے۔ جب تک تمہارا انکار پورا نہیں ہو گا تب تک تمہارا اثبات بھی پورا نہیں ہو گا۔ "لا الہ الا اللہ " نہیں ہے کوئی سچا معبود، یعنی کوئی اللہ تعالی کے سوا معبودِ برحق ہو ہی نہیں سکتا۔ گلاس اگر گندا رہے گا اور تم اسی میں پانی ڈالو گے تو پانی بھی گندا ہو جائے گا اور گلاس بھی گندا ہی رہے گا۔ پہلے گلاس کو مکمل طریقہ سے صاف کر لو یعنی اپنے دل کو اپنی سوچ کو اور اپنے عقیدے کو سارے گندے عقیدے سے صاف کر لو، اگر صفائی میں تھوڑی بھی کمی باقی رہے گی تو توحید میں خلل آجائے گا۔

عربی زبان میں " نہیں " کے لیے "لا " کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، "لن " بھی مستعمل ہے اور "لیس " بھی استعمال کیا جاتا ہے، فرق کیا ہے؟، زمانہ ماضی سے متعلق " نہیں " کہنا ہے تو "لم "کا استعمال کریں، حال سے متعلق " نہیں " کہنا ہے تو "لیس " کا استعمال کریں اور مستقبل سے متعلق " نہیں " کہنا ہے تو " لن "کا استعمال کریں، لیکن یہاں کلمہ توحید میں "لا" استعمال کیا گیا ہے، دوسرا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

دوسری بات (لا الہ) کے "ہ" پر زبر ہے پیش نہیں ہے حالانکہ اگر پیش

ہوتا تو بھی بات ختم ہو سکتی تھی لیکن زَبر کے ساتھ ایک مخصوص معنی مقصود ہے۔

"لا" کے معنی میں جتنے قسم کے "نہیں" ہیں تمام شامل ہیں، "لا" میں ماضی حال اور مستقبل تینوں کی نفی مراد ہے، یعنی ماضی میں اللہ تعالی کے مقابلہ میں کوئی نہیں تھا، حال میں بھی نہیں ہے اور مستقبل میں نہیں ہو گا، اللہ تعالی کا مقابل کبھی بھی نہیں اور کہیں بھی نہیں ہے، اللہ تعالی کا مقابل نہ آسمان میں ہے، نہ زمین میں ہے، نہ کسی سیارے میں ہے، نہ کسی جنگل میں ہے اور نہ کسی صحراء میں ہے۔ اللہ تعالی کا کوئی بھی مقابل نہیں ہے، نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شخصیت ہے، اللہ کے مقابلہ میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

ارے بھائی! تھوڑی تو گنجائش ہو، نہیں! ہر گز نہیں!، اتنے بڑے بڑے بابا ہیں اتنے بڑے بڑے پیر ہیں انہیں تو موقع مِل جانا چاہیے، نہیں! کسی بھی شکل میں نہیں۔ اللہ تعالی کا مقابل لکڑی کا، پتھر کا، سونے کا، چاندی کا، لوہے کا یا کسی بھی قسم کی دھات کا اور کسی بھی قسم کے مادے کا نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا مقابل تعویذ، امامِ ضامن، ہاتھ کے کڑے، گلے کے مالے، اور کاروں اور دوکانوں میں لٹکائی جانے والی تختیاں بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا مقابل کتابیں بھی نہیں، درود لکّھی بھی نہیں اور درودِ پنج گانہ بھی نہیں۔

تو پھر سوال اٹھتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو شیطان نے جو سجدہ کیا ہے پھر وہ کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ سجدہ کسی بھی جگہ جائز نہیں ہے، نہ قبر پر، نہ مزار پر، نہ مندر پر، نہ درگاہ پر اور نہ ہی کسی درخت پر جائز ہے۔

سوال کرنے والے سوال کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیوں کیا؟ میرے بھائی! ذرا رُک جائیے، سوال یہ ہے کہ یہ سجدہ کرنے کے لیے کس

نے کہا ہے؟ جواب ہے کہ اگر اللہ نے کہا ہے تو یہ سجدہ فرشتے کر سکتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نہ کہا ہوتا تو یہ سجدہ فرشتے نہیں کر سکتے تھے۔ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو سجدہ کعبہ کے لیے بھی کر سکتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو بیت المقدس کے لیے بھی سجدہ کر سکتے ہیں اور اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو یوسف علیہ السلام کو بھی سجدہ کر سکتے ہیں، حکم کس کا ہونا چاہیے؟ حکم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہونا چاہیے۔ اگر ہم کعبہ کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں تو ہم دراصل یہ سجدہ کعبہ کے لیے نہیں بلکہ سمتِ کعبہ اللہ ہی کے لیے کر رہے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے کر رہے ہیں۔

کیا اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ نہیں!، حالانکہ ایک زمانہ میں اس کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں رُخ تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا، کیا اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ نہیں !کیونکہ پہلا حکم دینے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ تھا اور بعد میں اس حکم سے روکنے والا بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تھا، پہلے یہ حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم باقی نہیں ہے اس لیے اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا، جس شرکیہ کام کا کبھی حکم تھا ہی نہیں اسے میں کیسے کر سکتا ہوں؟۔

اسی طریقہ سے "نعبدک" سے بھی بات چل سکتی تھی لیکن "ایاک نعبد" کیوں کہا گیا ہے؟ "ایاک نعبد" سے 'ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے علاوہ کسی کی عبادت ہم نہیں کرتے' یہ معنی نکلتا ہے۔ نماز میں سجدہ کتنا اہم ہے، بغیر سجدہ کی نماز نہیں ہو سکتی، لیکن جب جنازے کی نماز کا مسئلہ آیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس نماز سے سجدہ ہی نکال دیا کیونکہ نمازِ جنازہ میں سامنے میت ہوتی ہے۔ جس نے یہ پیشانی پیدا کی ہے یہ

پیشانی اسی کے سامنے جھکے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اگر حکم نہیں ہے تو پھر یہ پیشانی کہیں نہیں جھکے گی کیونکہ جس نے اس پیشانی کو پیدا کیا ہے یہ پیشانی اسی کے حوالے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے"(سورۃ البقرۃ:21)

عبادت کا فلسفہ یہ ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے، جس نے ہمیں پیدا نہیں کیا اس کی عبادت کس لیے کی جائے؟ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرک کا جس قدر انکار ہو گا اسی قدر توحید مضبوط ہو گی، ذرا بھی شرک کے انکار میں شک رہے گا تو توحید میں خَلَل پیدا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ "(سورۃ البقرۃ:256)

ترجمہ: " اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑے کیے جانے والے تمام معبودوں کا چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں انکار لازمی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات میں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ناموں میں، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کاموں میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی صفات میں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے

لیے کی جانے والی عبادات میں کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے یہ پانچ باتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے حوالے کر دینے کا نام توحید ہے:

1) اللہ تعالیٰ کی ذات

2) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں

3) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات

4) اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کام

5) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کی جانے والی عبادات

ان تمام باتوں میں اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے، یہ تمام باتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حوالے کر دینا چاہیے۔

شیخ صالح عال الشیخ نے اس موضوع سے متعلق چند اہم باتیں بتلائی ہیں، علماء کرام کی کیا ہی قیمتی باتیں ہیں، بہت سارے علماء کرام سالہا سال بڑی محنت کرنے اور عرق ریزی کے بعد 2 صفحات 6 صفحات 10 یا 20 صفحات کی مختصر کتاب لکھتے ہیں لیکن اس میں علم کا سمندر ہوتا ہے، شیخ کہتے ہیں کہ " لا الہ الا اللہ " کا جو ہم ترجمہ کر رہے ہیں کہ " نہیں ہے کوئی سچا معبود یا معبودِ برحق " اس میں سے یہ " سچا " کا لفظ یا " برحق " کا لفظ کلمہ میں تو نہیں ہے پھر اس کا معنیٰ کہاں سے آیا؟ اسی طریقہ سے انگلش میں ترجمہ کرتے ہیں کہ

There is no god who deserves to be worshipped except Allah

یہ سن کر کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ بیچ میں who deserves to be

worshipped کا لفظ کہاں سے لائے ہیں؟ (المستحق للعبادة) عبادت کے مستحق ولائق اگر کوئی ہے تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے، یہ عبادت کے مستحق ولائق کا مطلب کہاں سے آیا؟

اس لیے کہتے ہیں کہ دینِ اسلام کی باریکیاں سمجھنے کے لیے عربی زبان سمجھنا چاہیے۔ عربی زبان میں جب کبھی "مبتدا" آتا ہے تو اس کی " خبر "کا لایا جانا ضروری ہے، عربی زبان میں بسا اوقات "خبر "چُھپی (Hidden) ہوئی ہوتی ہے، عرب کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جو بات مکمل طریقہ سے سمجھ میں آجائے اسے الفاظ میں بیان نہیں کرتے تھے، ایسی بات الفاظ میں کہنا اور الفاظ کا اس بات کے لیے استعمال کرنا معیوب اور عار سمجھا جاتا تھا۔

جیسا کہ "بسم اللہ " ہے، اس کا ترجمہ ہم کیا کرتے ہیں؟"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے" حالانکہ شروع کا لفظ "بسم اللہ" میں نہیں ہے، مکمل " بسم اللہ الرحمن الرحیم " میں لفظ " ابدء " ہی نہیں ہے، اسی لیے کہتے ہیں کہ عربی گرامر میں کچھ الفاظ چُھپے (Hidden) ہوتے ہیں انہیں پہچاننے کا نام ہی عربی سمجھنا ہے۔

اگر ہم "لا اله الا الله" کا ترجمہ کریں گے تو اس میں خبر چُھپی ہوئی ملتی ہے، قرآن مجید کی تقریبا آیات کا سَروے کرنا پڑے گا تب جاکر وہ معنی معلوم ہوگا اور سمجھ میں آئے گا، قرآن مجید میں ایک آیت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ" (سورۃ الحج:62)

ترجمہ:"یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے"۔

یہ اور دیگر آیات اور عربی گرامر کی روشنی میں اب سے نہیں بلکہ قدیم زمانہ سے کلمہ توحید کا یہ مذکورہ صحیح معنی مراد لیا جارہا ہے، الحمد اللہ! قرآن مجید سمجھنے اور پڑھنے والا کبھی اس معنی و مفہوم کا انکار نہیں کر سکتا۔

2:دوسری شرط یقین:

لا الہ الا اللہ کا محض معنی جان لینا کافی نہیں بلکہ اس کے معنی و مفہوم پر کامل یقین بھی ضروری ہے، ورنہ عرب عربی زبان سے واقف تھے، وہ کلمہ توحید کا معنی جانتے تھے لیکن اس پر یقین نہیں کرتے تھے، اسی لیے ان کو کافر کہا گیا۔ اگر توحید میں یقین نہیں ہے تو نفاق آجائے گا، شک کا راستہ کُھل جائے گا اور اگر توحید پر پُختہ یقین ہو تو کسی بھی صورت توحید میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔

آپ دیکھیے! دنیا میں مسلمانوں پر کتنی مصیبتیں آرہی ہیں، لیکن اسلام نہیں چھوڑ رہی ہے، اسلام کے نام پر خواتین کو بھی تکلیف ہو رہی ہے لیکن وہ اسلام کو نہیں چھوڑ رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام میں ایسا یقین ہے کہ پہاڑ ہِل جائے لیکن ایمان میں کچھ کمی نہ آئے۔ سورہ حجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 15 میں اللہ تعالی ارشاد فرما رہے ہیں:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

الصَّادِقُونَ "

ترجمہ: "مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں"۔

ایک زمانہ میں تاتاری اسلام کے خلاف اُٹھے تھے جنھوں نے مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام کیا کہ ان مسلمانوں میں مرد کم ہوگئے اور زیادہ تر عورتیں باقی رہ گئی تھیں، یہ ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے گئے لیکن یہی تاتاری کچھ مدت بعد مسلمان ہوگئے، تاریخ لکھنے والوں نے کہا ہے کہ یہ مسلمان کیسے ہوئے؟ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا تھا، اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی تین وجوہات تھیں جن میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ جو مائیں اور بہنیں مظلوم بنا کر اُٹھالی گئیں تھیں انہوں نے ایمان کے خلاف مصالحت compromise نہیں کی بلکہ انہوں نے تاتاریوں کو ایمان سے مالامال کیا۔ یہ ایمان کی قوت ہے کہ کتنی بھی سخت حالت پیدا ہو جائے ایمان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے، اسی کو یقین کہتے ہیں۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کی فضلیت بتلائی گئی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "

من مات وهو يعلمُ أنَّه لا إلهَ إلَّا اللّٰهُ دخل الجنَّةَ

"جو شخص اس علم (اور یقین) کے ساتھ انتقال کر جاتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق سوائے اللہ تعالی کے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔ یہ حقیقی توحید کی

فضیلت ہے۔(صحیح مسلم:26)

سورۃ الحجرات آیت نمبر 15 میں اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔

ترجمہ:" مومن تو وہ ہیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول پر (پختہ) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں تو یہی پکے اور سچے مومن ہیں"

اس آیت میں اللہ تعالی اور اس کے رسول پر صدق ایمان کی شرط یہ لگائی کہ وہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رکھیں، جسے شک وشبہ ہوتا ہے وہ منافق ہے۔

دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

"أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله. لا يلقي الله بهما عبد، غير شاك فيهما، إلا دخل الجنة"

ترجمہ:" میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالی کے اور بے شک میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، کوئی بھی بندہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ ان دو گواہیوں میں کچھ بھی شک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔(صحیح مسلم :27)

پہلی حدیث میں صرف "لا الہ الا اللہ "کا ذکر تھا اور محمد ﷺ کی رسالت کا ذکر نہیں تھا، اسی لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف" لا الہ الا اللہ " کہیں گے تو چلے گا،

لیکن کیا ہم رسالت کی گواہی کے بغیر بھی جنت میں چلے جائیں گے؟ اگر یہ معنی نکالیں گے تو پھر ایک انسان کا قتل کر کے بھی قتل کرنے والا جنت میں جا سکتا ہے، کیا صرف ایک حدیث پڑھ کر معنی نکالیں گے؟ نہیں! اور بھی احادیث ہیں انہیں بھی پڑھیں تو معنی مکمل سمجھ میں آئے گا۔ صحیح مسلم کی جو دوسری حدیث بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان زندگی بھر توحید و رسالت کی گواہی کو تھامے رہے اور اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ قیامت کا مرحلہ آجائے تو اللہ تعالی اس سے راضی ہو کر جنت میں داخل کر دے گا۔

توحید کی گواہی اور رسالت کی گواہی ان دونوں میں بڑی طاقت اور بڑی قوت ہے، دنیا ہم سے فوت ہو جائے تو ہو جائے، گھر، بنگلہ، کار، سامان، یا سب کچھ کسی باڑھ یا سیلاب میں یا کسی زلزلے میں چلے جائیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ ہمارے پاس موجود " لا الہ الا اللہ ہے تو بس ہے، کیونکہ ایک موحد سے جب اللہ تعالی راضی ہو جائے تو پھر جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک انسان ان دو گواہیوں کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے اور جہنم میں چلا جائے، اللہ اکبر! لیکن شرط کیا ہے؟ شرط یہ ہے کہ "غیر شاک فیھما" توحید کے اس کلمہ کے بارے میں کسی شک و شبہ میں مبتلا نہ ہو۔

3: تیسری شرط قبول:

قبول کا مطلب کیا ہے؟ ایک انسان علم سے بڑا یقین پیدا کر لیتا ہے، علم بھی

آ گیا اور یقین بھی آ گیا لیکن کچھ لوگ ہیں جو زبان سے اقرار نہیں کرتے، جیسے ابو طالب ہے جن کا یقین تھا کہ میرا بھتیجا محمد ﷺ سچا نبی اور رسول ہے اور اس کا دین سچا ہے لیکن جب ان سے کہا گیا کہ ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہہ دو! تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔

خوف، تکبر، یا غرور کی وجہ سے انسان کہنے سے یا اعلان کرنے سے بھاگتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ "مسلمان تو دہشت گرد ہوتے ہیں اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو لوگ مجھے بھی دہشت گرد کہنے لگ جائیں گے"، "آج کل تو سلفیوں کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے اگر میں اپنے آپ کو سلفی کہوں گا تو لوگ مجھے دہشت گرد کہیں گے"۔ لوگوں کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو حق ہے وہی کہا جائے۔ اسلام کو پھیلنے سے بچانے کے لیے ایک ماحول بنایا جا رہا ہے تاکہ لوگ اسلام قبول نہ کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ میڈیا کے بعض گوشوں کو ہدایت دے جو اسلام کے نام سے لوگوں میں نفرت پھیلا رہے ہیں اور ہمیں بھی اس بات کی توفیق دے کہ ہم مثالی مسلمان بن سکیں اور اس امیج یا تصور کو جو غیر مسلم کے ذہن میں بن چکا ہے کہ اسلام دہشت پسند مذہب ہے اس تصور کو اپنے حسنِ اخلاق و عمل سے مٹا سکیں۔

تیسری شرط قبول ہے، اس پہلو سے لوگوں کے راستے بدل جاتے ہیں اور پانچ قسم کے کفر بن جاتے ہیں:

1) کفرِ شک

2) کفرِ تکبر

3) کفرِ اعراض

4) کفرِ تکذیب

5) کفرِ نفاق

اب ہم اس پہلو سے کفر کی ہر ایک قسم کو مثال کے ذریعہ سمجھتے ہیں۔

1) کفرِ شک: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دور میں جو دیہاتی تھے وہ کفرِ شک میں مبتلا تھے، یہ لوگ اقرار تو کرتے تھے، قبول تو کرتے تھے لیکن اندر سے شک کرتے تھے۔

2) کفرِ تکبر: کوئی انسان جانتا ہے کہ اسلام حق ہے اور اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سچے رسول ہیں لیکن تکبر کی وجہ سے اقرار نہیں کرتا ہے جیسے قومِ ثمود اور قومِ عاد جو تکبر میں برباد ہوگئے اور شیطان اس کی اول مثال ہے جانتا بوجھتا تکبر کرکے سجدہ سے انکار کیا اور جہنم رسید ہوگیا۔

3) کفرِ اعراض: یعنی ایک انسان ہے جو توحید سے بھاگتا ہے اور توحید جاننے اور پہچاننے کی مکمل کوشش نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ بھائی! مجھے اس میں دلچسپی نہیں ہے، اس لیے توحید کے سبجکٹ Subject کو نیگلیکٹ Neglect کرتا ہوں، تو یہ کفرِ اعراض ہے۔ قوم احقاف (عاد)

4) کفرِ تکذیب: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ یقین ہوتا ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سچے رسول ہیں لیکن زبان سے اقرار کرنے کی بجائے وہ اسے جُھٹلاتا ہے جیسے ابو لہب جس کو معلوم تھا کہ اسلام سچا دین ہے لیکن پھر بھی زبان سے جُھٹلایا کرتا تھا۔

5) کفرِ نفاق: یعنی انسان زبان سے اقرار تو کرتا ہے لیکن دل سے انکار کرتا ہے یہی منافق

ہے۔

{إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ}[الصافات:35-36]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تو یہ سرکشی اور تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی بات پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟"۔

اللہ تعالی نے ان کے عذاب کی علت اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ وہ لا الہ الا اللہ سے تکبر کرتے اور اسے جو یہ کلمہ لے کر آیا جھٹلاتے اور اس چیز کی نفی نہیں کرتے تھے جس کی اس کلمے نے نفی کی اور نہ ہی اس کا اثبات کرتے جس کی یہ کلمہ اثبات کرتا ہے۔

4: چوتھی شرط انقیاد:

یہ شرط کلمہ توحید کے صحیح ہونے کے لیے بہت ضروری اور اہم ہے۔ بظاہر بہت سارے مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں، سَو سَو مرتبہ بھی پڑھ لیتے ہیں، کوئی پرابلم نہیں ہے کیونکہ آج کے مسلمان بغیر سمجھے پڑھ لیتے ہیں لیکن ابو طالب کو یہ کلمہ پڑھنے سے پرابلم تھا کیونکہ وہ اس کلمہ کا پورا مطلب سمجھتے تھے۔ ایک انسان عربی میں کہے کہ "الخمر حرام" اور " المیسر حرام " لیکن وہی انسان شراب بھی پی رہا ہو تو لوگ کہیں گے کہ " بھائی! آپ کہہ رہے ہیں کہ شراب حرام ہے لیکن آپ شراب پی رہے ہیں" اس وقت وہ انسان کہے گا کہ " اچھا اس کا مطلب یہ ہے ؟!" میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی تسبیح ہے جو عربی زبان میں ہے۔

یہ اس لیے ہوا کیونکہ اسے ان الفاظ کا صحیح مطلب نہیں معلوم تھا اور وہ انسان غلط عمل کر رہا تھا، بالکل اسی وجہ سے انسان اللہ کے علاوہ بہت سی جگھوں پر شرک کرتا ہے لیکن کلمہ بھی پڑھتا ہے۔

اس زمانے میں ابولہب اور ابوجہل کو معلوم تھا کہ " لا الہ الا اللہ "کا کیا معنی ہے؟انہیں معلوم تھا کہ اس کلمہ میں اقرار کے بعد اللہ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہیں کرنی چاہیے، ان کے لیے معنیٰ clear تھا، اسی لیے وہ کلمہ پڑھنے سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالی نے ان کی اس بات کو قرآن مجید میں بتلایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ"

(سورۃ ص:5)

ترجمہ: "کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے" ۔

وہ عرب کے لوگ "الھۃ "یعنی کئی معبود کہتے تھے لیکن اسلام " اله واحد "یعنی تنہا ایک معبود کہتا ہے، اسی لیے کفارِ مکہ کہتے تھے کہ " سارے معبود چھوڑ کر ایک معبود قبول کر لینا ایسا تو ممکن نہیں ہے "کیونکہ کفارِ مکہ کو "لا اله الا الله"کا معنی و مفہوم معلوم تھا۔ آج کا ہر مسلمان کلمہ پڑھتا ہے لیکن اکثر کو مطلب ذرا بھی نہیں معلوم ہے۔

آج مسلمانوں پر عذابات اور پریشانیاں کیوں آرہی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم ہے؟ جب ہم سفر کرتے ہیں اور لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کے کئی طرح کی بدعقیدگیاں، شرک وبدعات اور خرافات راہ پا گئے ہیں۔ یہ سب

کچھ دیکھنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ اسی وجہ سے مسلمانوں پر آفتیں اور مصیبتیں آ رہی ہیں۔ قرآن کے مطابق تصور کیے جانے والا مسلمان الگ ہے اور آج زمین پر پایا جانے والا مسلمان الگ ہے، قرآن اور صحیح حدیث میں ایک اسلام بتلایا جارہا ہے اور مسلمان کسی اور طریقہ کو فالو کر رہے ہیں۔ جو انسان قرآن کو صحیح ترجمہ کے ساتھ اچھے طریقہ سے پڑھے گا، ان شاء اللہ! وہ شرک کے قریب بھی نہیں جائے گا۔

انقیاد کا مطلب اللہ کا مطیع اور فرماں بردار بن جانا جو کہ کلمہ توحید کو دل سے ماننے سے ہوتا ہے۔ اگر انسان بظاہر کلمہ پڑھ لے لیکن دل سے نہ مانے تو یہ قبول نہیں ہے، اس کلمہ کو دل سے بھی ماننا ضروری ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بھائی! خاندان کی آخری شادی ہے تھوڑا جہیز لے لیے تو کیا ہو گا؟ ہم کہیں گے کہ بھائی! چچا جان! یا خالہ جان! جب آپ زبان سے اقرار کر رہے ہیں تو دل سے بھی تسلیم کر لیں، بعض بزرگ کہتے ہیں کہ دل سے ہم بھی مانتے ہیں لیکن خاندان کی آخری شادی ہے تھوڑا بہت موسیقی MUSIC رکھ لیں گے! ذرا گنجائش نکال لیجیے کیونکہ خاندان کی آخری خواہش ہے، میری بچی، میری اولاد یا میرے رشتہ دار کی خاطر! برداشت کر لیجیے لیکن اللہ کی خاطر کچھ نہیں کرنا ہے۔

سورہ احزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 36 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا "

ترجمہ: "اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول

کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"۔

کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ آجائے تو اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی اور راستہ نکالے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی بات آنے کے بعد دوسری بات قبول ہی نہیں ہے، اس کے آگے فل اسٹاپ full stop ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر رُک جانا ہی ہے، دوسرا آپشن ہی نہیں ہے، لیکن پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھیے بھائی! حرام اور حلال اپنی جگہ ہے لیکن میرے غیر مسلم دوست بڑی محبت سے پرساد بھیجے ہوئے ہیں میں تھوڑا ان کو خوش کرنے کے لیے کھالوں گا تو بُرا کیا ہے؟ دوستی اور بزنس کا معاملہ ہے اگر میرا دوست کا دیا ہوا پرساد نہ کھاؤں تو وہ اسلام سے کیا دُور نہیں ہو جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اس سے کہیے کہ اے بھائی! ضرورت پڑنے پر میں تجھ کو میرا خون دے دوں گا، ضرورت پڑنے پر میں تجھے اُٹھا کر ہسپتال لے جاؤں گا، ضرورت پڑنے پر میں تجھے پیسے دے کر تیری مدد کروں گا، لیکن میں اپنے دین میں مفاہمت compromise ہر گز نہیں کروں گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "لكم دينكم و لي دين "(سورۃ الکافرون:6)" تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے "۔ اے میرے بھائی! میں دنیوی اعتبار سے تمہارے ہر کام آؤں گا، یعنی کھانا چاہیے کھانا دوں گا، پانی چاہیے پانی دوں گا، تمہارے گھر کی دیوار گر رہی ہے تو تمہاری دیوار اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا، تم مجھ سے

جو خدمت لے لو میں فِری میں کروں گا، لیکن دین کے مسئلہ میں کسی بھی قسم کی مفاہمت برداشت نہیں ہوگی۔

میرے بھائی! اگر میں تمہارے ان کاموں میں مدد کررہا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو چیز میں غلط سمجھ رہا ہوں اسے اگر کروں گا تو میں غلطی پر ہوں اور تمہیں بھی غلط راستے پر لے جارہا ہوں، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے دوست یا رشتہ دار کی خاطر کسی حقیقت کا انکار کردے؟ جیسا کہ دوست کی خاطر میں 5=2+2 تو نہیں بول سکتا، ورنہ لوگ پاگل کہیں گے، لیکن میں آپ کی میتھ mathematics کو صحیح کرنے کے لیے آپ کو ایک کتاب دلاؤں گا اور اس کے لیے پڑھانے والے کا بھی انتظام کروں گا اور سارے انتظام کروں گا لیکن آپ کی خاطر میں 5=2+2 نہیں کہہ سکتا۔ جو میری بنیادیں ہیں اس کو مجھے فالو کرنا ضروری ہے۔

جب انسان کسی چیز کو دل سے مان لیتا ہے تو اس کا جواب ہی الگ ہو جاتا ہے، اس کا عمل الگ ہو جاتا ہے اس کی سوچ الگ ہو جاتی ہے اس کے فیصلے الگ ہو جاتے ہیں اور اس کے فیصلے اَٹل ہو جاتے ہیں۔

مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کا مطیع اور فرماں بردار بنانا اس کو انقیاد کہا جاتا ہے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔

[لقمان:22]

اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالی کے تابع کر دے اور پھر وہ ہو احسان کرنے والا یقیناً اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالی ہی کی طرف ہے"۔

5: پانچویں شرط "صدق":

یعنی سچائی، کلمہ توحید کی پانچویں شرط سچائی ہے جیسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سچائی تھی، اسی لیے انہیں صدیق کا لقب مِلا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ "

(سورۃ العنکبوت:2-3)

ترجمہ: "کیالوگوں نے یہ گمان کررکھاہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں"۔

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: ما من أحد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله صدقاً من قلبه إلا حرمه الله على النار- (صحيح بخارى: 128)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ پڑھے اور اس کی گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالی اس پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

کلمہ توحید کی یہ شرط کب نکھر کر آتی ہے؟ جب ماحول بڑا اخطرناک ہو، خون خرابے کا معاملہ ہو تو عام طور سے انسان کنارہ تلاش کرتا ہے اور چُھپ جاتا ہے، لیکن جس دل میں ایمان کی یہ شرط "الصدق" یعنی سچائی رچی بسی ہو تو وہ ان حالات میں بھی اقرار کرتا ہے اور اسلام کو سچا دین بتلاتا ہے جیسے معراج کے وقت لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ محمد ﷺ اس طرح کا دعوی کر رہے ہیں، صدیقِ اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا کہ اگر یہ محمد ﷺ کہہ رہے ہیں تو بالکل سچ ہے اور میں ماننے کے لیے تیار ہوں۔

6: چھٹی شرط "اخلاص":

یعنی عبادت خالص اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ ریاکاری کے لیے نہ ہو، کسی کو دِکھانے کے لیے نہ ہو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ " (سورة الزمر:3)" خبر دار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے"۔

"لا الہ الا اللہ" کہنے اور اقرار کرنے کے بعد خالص اللہ کے لیے، اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور اس کو خوش کرنے کے لیے اسلام فالو کرنا ہے۔

7: ساتویں شرط "المحبة" یعنی محبت:

توحید محبت کے ساتھ تسلیم کریں اور عمل کریں، یہ کوئی بوجھ نہیں ہے اور اس میں کسی قسم کی بھی زبردستی نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ"

(سورۃ البقرۃ:165)

ترجمہ: "بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِن والِدِهِ ووَلَدِهِ والنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے ساتھ اپنے بیٹے اور باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔ (صحیح بخاري:15)

8: آٹھویں شرط: کفر وبدعات سے برأت:

ہر قسم کی گمراہیوں سے براءت کرنا، ہر قسم کے شرک سے، ہر قسم کی بدعات سے، ہر قسم کے بُرے عقیدے سے پاک ہو کر صحیح عقیدے اور صحیح سنتوں کو اپنانا۔ اللہ تعالی کا

ارشاد ہے:

" قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝١ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝٣ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝٦ "

(سورۃ الکافرون:1-6)

ترجمہ:" آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے"۔

آخر میں میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو "لا الہ الا اللہ" کا معنیٰ و مطلب سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، تمام شرائط اور conditions بحسن وخوبی Follow کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دروس رمضان 1 تا 5

التمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ[38] وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ[39] لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ"

ترجمہ:"اور سورج کے لئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔ یہ ہے مقرر کردہ غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا[38] اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کررکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے[39] نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والا ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔"

(سورۃ یٰس:40-36/38)

رمضان المبارک کی بابرکت گھڑیاں اور پر رونق ساعتیں ہم پر سایہ فگن ہیں۔ نیکیوں کی اس پُر کیف فصلِ بہار میں رمضان المبارک سے متعلق مختلف موضوعات پر کچھ باتیں پیشِ خدمت ہیں تاکہ ہم اس ماہِ مبارک سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

رمضان اور علم فلکیات

کائنات میں غور و فکر اللہ کا حکم ہے:

قرآنِ کریم انسانیت کو کائنات میں غور و فکر اور تدبر و تفکر کرنے کی کھلی دعوت دیتا ہے، جس سے ہمیں اللہ رب العالمین کی عظمت اور اس کی قدرت کا نشان ملتا ہے، ہم میں شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوتا اور ہمارے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر زمین، آسمان، چاند اور سورج وغیرہ کی تخلیق پر غور و فکر کرنے پر ابھارا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

" قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"

ترجمہ:" کہہ دیجئے! کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداءً پیدائش کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی پیدائش کرے گا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(سورۃ العنکبوت:29/20)

اسی دعوتِ تفکر و تدبر کو سورۃ الغاشیہ میں کچھ اس انداز سے دوہرایا گیا، فرمایا:

"أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ[17] وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ[18] وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ[19] وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ"

ترجمہ:"کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں[17]

اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے [18] اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑ دیئے گئے ہیں [19] اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔"

(سورۃ الغاشیۃ:20-17/88)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ

مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

کائنات کی تخلیق کا مقصد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس وسیع و عریض کائنات اور اس کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی ہے تا کہ انسان اسے Explore کرے، اس کا استعمال کرے اور اس کے ذریعے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل کر کے اس کا شکر گزار بندے بنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ[12] وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"

ترجمہ:"اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو تابع بنا دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر بجالاؤ [12] اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے

لیے تابع کر دیا ہے۔ جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے۔"

(سورۃ الجاثیۃ:13-12/45)

اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت میں انسان کا (Mental Block) توڑ کر بتا رہے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، جس کے لئے زمین آسمان، چاند سورج، ستارے سیارے، سمندر پہاڑ سب مسخر کر دیئے گئے ہیں، وہ انہیں اپنے سے بڑا سمجھ کر ان کی عبادت نہ کرے بلکہ یہ ساری چیزیں در حقیقت اس کے استعمال کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فصلت میں فرمایا:

"وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ"

ترجمہ: "اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے۔"

(سورۃ فصلت:39/41)

قرآن کی اس صدا سے لوگوں کے بند ذہن کھل گئے اور انہوں نے کائنات میں Research کے ذریعے مختلف ایجادات اور انکشافات کا سلسلہ شروع کیا۔ اسپین میں جب مسلمانوں کو قبلے کا رخ جاننے میں دشواری محسوس ہوئی تو انہوں نے اس پر تحقیق

کی۔ علامہ ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی[1] نے علمِ فلکیات (Astronomy) پر کتاب الھند کے نام سے ایک مایہ ناز کتاب تصنیف کی، کئی جلدوں پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

سورج اور چاند کے فوائد

پہلا فائدہ: روشنی حاصل کرنا:

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو عظیم مخلوقات ہیں جن کے بہت سارے فوائد ہیں۔ سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ سورج سے دن میں اور چاند سے رات میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا"

ترجمہ: "وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا۔"

(سورۃ یونس:5/10)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کی روشنی کے مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں، سورج کی روشنی کو ضیاء اور چاند کی روشنی کو نور سے تعبیر کیا ہے۔ لفظِ ضیاء میں اثر ڈالنے کا

---

[1] محمد بن احمد البیرونی علمِ فلکیات (Astronomy) کے ماہر مسلم سائنسدانوں میں سے ایک تھے۔ وہ ریاضی، جغرافیہ، فلکیات، اور طبیعیات کے ماہر تھے اور اسلامی سنہری دور (Golden Age of Islam) کے ایک بڑے دانشور سمجھے جاتے ہیں۔

البیرونی نے زمین کی گردش، ستاروں کی حرکات، اور وقت کے تعین پر گراں قدر تحقیق کی۔ انہوں نے زمین کا محیط (circumference) بھی نہایت درستگی کے ساتھ ناپنے کی کوشش کی اور فلکیاتی آلات کی تیاری میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کی کتاب "التفہیم لاوائل صناعۃ التنجیم" علمِ فلکیات پر ایک مشہور کتاب ہے، جس میں انہوں نے سائنسی بنیادوں پر فلکیاتی نظریات بیان کیے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

معنی پایا جاتا اور نور میں اثر قبول کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔ قرآن کی یہ تعبیرات حقیقت کے عین موافق اور مناسب ترین ہے اس لیے کہ سورج مؤثر ہے اور اپنا Impact ڈالتا ہے جب کہ اس کے برعکس چاند سورج کی روشنی کو Reflect (منعکس) کرتا ہے یعنی سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور آج کی جدید سائنس کی تحقیق بھی یہی کہتی ہے۔

دوسرا فائدہ: وقت اور تاریخ کا تعین

سورج اور چاند کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم ان کے ذریعے دنوں، مہینوں اور سالوں کی گنتی کرتے ہیں، نیز نماز، روزہ، اور حج کے اوقات معلوم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر فرمایا:

"وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

ترجمہ: "اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتلا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔"

(سورۃ یونس:10/5)

سورۃ الانعام میں فرمایا:

"وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَاناً "

ترجمہ: "اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔"

(سورۃ الانعام:6/96)

سورۃ الاسراء میں فرمایا:

"وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا"

ترجمہ: "ہم نے رات اور دن کو اپنی قدرت کی نشانیاں بنائی ہیں، رات کی نشانی کو تو ہم نے بے نور کر دیا ہے اور دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور اس لئے بھی کہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو اور ہر ہر چیز کو ہم نے خوب تفصیل سے بیان فرما دیا ہے۔"

(سورۃ الاسراء: 12/17)

سورۃ البقرۃ فرمایا:

"يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ ووَالْحَجِّ "

ترجمہ: "لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لئے ہے۔"

(سورۃ البقرۃ: 189/2)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چاند کے لئے (الاھلۃ) جمع کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا واحد ہلال ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چاند بہت سارے ہیں بلکہ یہاں پر چاند کے مختلف مراحل اور Phases کے لحاظ سے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(Phases of moon)اللہ رب العالمین کی قدرت کا عظیم مظہر

ایک جدید تحقیق کے مطابق اللہ تعالی کی اس عظیم کائنات کی آبادی سو بلین Galaxies پر مشتمل ہے، اس میں ہماری کہکشاں Milky Way بھی ہے جو دو سو بلین ستاروں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اسی کے Solar System یعنی شمسی نظام میں فی الحال آٹھ پلانٹس پائے جاتے ہیں اسی میں ایک زمین بھی ہے۔زمین سورج کے اطراف گردش کرتی ہے اور چاند زمین کے اطراف چکر لگاتا ہے، ابتداء میں چاند بہت باریک نظر آتا ہے اور اس کی روشنی بھی مدھم ہوتی ہے کیونکہ سورج کی روشنی اس پر بہت کم پڑتی ہے، اپنی گردش کے ساتھ یہ ہر روز قدرے بڑا ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ سورج کی روشنی اس پر زیادہ پڑنے لگتی ہے اور اس طرح چودھویں دن چاند مکمل نظر آتا ہے کیونکہ چاند گردش کرتا ہوا سورج کے بالکل مقابل میں آجاتا ہے جس سے سورج کی مکمل روشنی براہِ راست چاند پر پڑتی ہے اور یہی روشنی روشنی Reflect ہو کر زمین پر پڑتی ہے۔ جس طرح آئینے پر پڑنے والی روشنی منعکس ہو کر دوسری چیز پر پڑتی ہے۔ اس نظام کو Phases of Moon کہتے ہیں جس کا خالق کائنات نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ"

ترجمہ:"اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے،نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے،اور سب کے سب آسمان میں تیرتے

پھرتے ہیں۔"

(سورۃ یٰس:40-38/36)

قمر (چاند) کی اہمیت:

ہماری زندگیوں میں چاند کا بڑا اہم کردار ہے۔ عبادات سے لے کر معاملات تک میں اکثر مسائل کا تعلق چاند سے جڑا ہے۔ اسی کی بنیاد پر مہینوں کا کلینڈر بنتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں پچیس ۲۵ مقامات پر ''القمر'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور سورۃ القمر کے نام سے ایک مستقل سورت نازل فرمائی ہے۔ قرآنِ مجید میں کہیں القمر کی جمع "الاقمار" مذکور نہیں ہے، الھلال کی جمع "اَھلہ" ہے، کیونکہ چاند ایک ہی ہے اور اس کی جسامت بھی مستقل ایک ہی ہے۔ چاند بذاتِ خود چھوٹا بڑا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اپنے مدار پر مسلسل گردش کی وجہ سے سورج کی روشنی اس پر مختلف زاویوں سے پڑتی ہے، نتیجتاً یہ مختلف شکل وجسامت میں نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چاند کہیں (کسی خطہ ارضی میں) پہلے نظر آتا ہے اور کسی ملک میں بعد میں نظر آتا ہے۔

چاند کے تعلق سے ایک اعتراض اور اس کا جواب:

چاند کے تعلق ایک اعتراض عموماً یہ کیا جاتا ہے کہ سورج اور چاند حقیقتاً نہ گھٹے بڑھتے ہیں اور کہ طلوع وغروب ہوتے ہوئے تو پھر قرآن مجید نے کیونکر ان کے لیے طلوع اور غروب ہونے کی تعبیر استعمال کی ہے؟

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ انسان بظاہر جو کچھ دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے

اسی کی بنیاد پر وہ اپنی معلومات اور جذبات و کیفیات کا اظہار کرتا ہے اور اسی پر زبان و بیان ک انحصار ہوتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے اور قرآن نے اسی اصول کو اپنایا ہے کیونکہ قرآن انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل ہوا ہے۔ اسی لئے انسان کو ظاہراً جو چیز نظر آتی ہے اسی کا اعتبار کرتے ہوئے قرآن نے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ آج بھی انگلش میں "Sunrise" اور "Sunset" دونوں الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ۔اور سائنسدان دونوں الفاظ کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں ذوالقرنین کے بیان کردہ واقعے میں مذکور ہے کہ ذوالقرنین نے سورج کو پانی کے چشمے میں ڈوبتا ہوا اور ایک قوم پر طلوع ہوتا ہوا پایا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سورج واقعی پانی میں ڈوبتا اور کسی قوم کے اندر سے نکلتا ہے۔ یہ ایک "Language" کا طریقِ بیان اور اسلوب ہے جس پر اعتراض کرنا کسی طرح بھی معقول (Logical) نہیں ہے۔

سورج گرہن اور چاند گرہن کا مطلب: چاند گردش کرتے ہوئے جب سورج اور زمین کے درمیان آجاتا ہے تو سورج دکھائی نہیں دیتا اور چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے تو اس کو Solar eclipse کہتے ہیں اور بالکل اسی طرح جب زمین گردش کرتے ہوئے سورج اور چاند کے درمیان آجاتی ہے تو سورج کی روشنی براہِ راست زمین پر پڑتی ہے اور زمین کا سایہ چاند پر پڑنے لگتا ہے تو اس کو (Lunar Eclipse) یعنی چاند گرہن کہتے ہیں۔

کائنات میں ہونے والی یہ ساری تبدیلیاں اللہ رب العزت کے حکم سے رونما ہوتی ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی ہی تنہا ان عظیم مخلوقات کا خالق اور مالک ہے اور یہ عظیم مخلوقات اللہ رب العالمین کی اطاعت کرتی ہیں لہذا انسانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے رب کے مطیع وفرمابردار بنیں۔

روزہ اور عید کے تعلق سے ایک سوال اور اس کا جواب: (اتحادِ رؤیت کا مسئلہ)

سوال: کیا پوری دنیا میں Astronomical evidence کے ذریعے ایک ہی کلینڈر بنایا جاسکتا ہے جس کے مطابق ایک ہی دن عید منائی جاسکے؟

جواب: روزہ رکھنے اور عید منانے کے تعلق سے قرآنِ مجید اور صحیح احادیث میں واضح ہدایات ہیں، Astronomical evidence کے ذریعے ایک کلینڈر بنا کر پوری دنیا میں ایک ہی دن عید منانا درست نہیں ہوگا جس کی دو اہم وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: نصوصِ شریعت کی خلاف ورزی: یعنی یہ بات اللہ اور اس کے رسول کے واضح فرامین اور ہدایات کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ "

ترجمہ: "تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثِينَ

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ترجمہ:"چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم پر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو۔"

(الراوی: ابو هریرة رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:1909)

نیز ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ، وَالفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ"

ترجمہ:"روزہ اسی دن ہو گا جس دن سارے لوگ روزہ رکھتے ہیں اور عید الفطر اسی دن ہو گی جس دن سارے لوگ عید مناتے ہیں۔"

(الراوی: ابو هریرة رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:697 خلاصة حکم الحدیث: صحیح)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته" یعنی ہلال دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال دیکھ کر روزہ چھوڑو۔ اس حدیثِ رسول میں تین معنی پائے جاتے ہیں:

1) پہلا معنی چاند کا نظر آنا۔
2) دوسرا اس چاند کی خبر پھیل جانا۔
3) تیسرا شہرت پانا یعنی لوگوں میں مشہور ہو جانا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ"

ترجمہ:"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے

والا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

"شہر "کا مطلب ہے شہرت پا جانا اور اھلال کا معنی ہے آواز بلند کرنا یعنی رمضان کا ہلال دیکھنے کے بعد وہ لوگوں میں "Popular" ہو اور لوگ اسے دیکھ کر خوشی سے آواز بلند کرنے لگیں۔

اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ چاند کے نظر آتے ہی اس کا "Accept" ہونا اور عوام میں مقبول ہونا ضروری ہے۔اس سلسلے میں ہمیں "Majority of people" یعنی جماعت اور اجتماعیت کا ساتھ دینا چاہیے، اس طریقے کو اپنا کر ہی ایک اچھا نظام اور "System" صحیح طور پر چل سکتا ہے ورنہ مسلم معاشرہ افرا تفری اور بدامنی کا شکار ہو جائے گا۔اور یہی سابقہ حدیث:

"الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ، وَالفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ"

ترجمہ:"(روزہ اسی دن ہو گا جس دن سارے لوگ روزہ رکھتے ہیں اور عید ر اسی دن ہو گی جس دن سارے لوگ عید مناتے ہیں)کا مقصود ومدعا ہے۔

دوسری وجہ آپ ﷺ کا قول:"صوموا لرؤیته":ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس بات کی ہدایت نہیں فرمائی کہ "صوموا لوجوده"یا "صوموا لولادته"یعنی جب چاند (Horizon) پر آجائے تو روزہ رکھو بلکہ آپ نے صاف لفظوں میں فرمایا "صوموا لرؤیته کہ جب چاند تمہیں نظر آنے تو روزہ رکھو،یعنی "Sighting of the moon" کو روزہ رکھنے اور روزہ چھوڑنے کی بنیاد قرار دیا۔

مذکورہ آیت، احادیثِ نبویہ اور اہلِ علم کے اقوال سے معلوم ہوا کہ ہم اپنے

علاقے کے حساب سے روزے کی ابتداء کریں گے اور عید منائیں گے۔اسی طرح ایک "Zone" والے یعنی جن کا مطلع ایک ہی ہے وہ سب متفقہ طور پر ایک ہی دن روزہ رکھ سکتے ہیں اور عید مناسکتے ہیں اگرچہ ان کے کسی علاقے میں چاند نظر نہ آئے۔البتہ اختلافِ مطلع کی صورت میں یہ درست نہیں ہے، اس کے لیے چاند کا نظر آنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ ہلال یعنی نئے چاند کا پوری دنیامیں ایک ہی دن میں نظر آنا عقلا اور عرفاً ہر اعتبار سے ناممکن اور "Scientifically" بھی یہ غیر مسلّم ہے۔

مثال: جب سعودی عرب میں صبح ہوتی ہے تو اس وقت امریکہ میں رات ہوتی ہے اگر اہلِ امریکہ سعودی عرب کو فالو کریں گے تو انہیں رات میں روزہ رکھنا پڑے گا جو کہ ناممکن ہے۔لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم چاند کے "Time zones" کو فالو کرتے ہوئے اپنے اپنے مطلع اور علاقے کے حساب سے روزہ رکھیں اور عید منائیں۔

Astronomical Evidence کے ذریعے چاند کو دیکھنا غلو ہے:

"Astronomical Evidence" یعنی فلکیاتی شواہد کے ذریعے چاند دیکھنا اور اس کا اعتبار کر کے روزہ رکھنا یا عید منانا غلو ہے، اہلِ کتاب کی ہلاکت کا ایک اہم سبب دین میں غلو کرنا تھا اللہ تعالیٰ انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

ترجمہ: "اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ۔"

(سورۃ النساء: 4/171)

نبی کریم ﷺ نے امتِ مسلمہ کو غلو سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي االدِّينِ

ترجمہ: "تم غلو سے بچو بے شک تم سے قبل لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔"

(الراوی: ابن عباس المصدر: سنن النسائی رقم الحدیث: 3057 خلاصة حکم الحدیث: صحیح)

شیخ البانی اور شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہما کا فتوی:

شیخ البانی اور شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہما کا فتوی ہے کہ اگر ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ایک ساتھ روزہ رکھنا اور عید منانا ممکن ہے تو یہ درست ہے، اور اگر اتحاد ناممکن ہو تو ہر کوئی اپنے خطے اور علاقے کے حساب سے روزہ رکھیں اور عید منائیں۔ شریعت میں گو دونوں صورتوں کی گنجائش ہے لیکن پہلی صورت پر عمل کرنے کے لئے سب کا اتحاد ضروری ہے۔

رؤیتِ ہلال کی گواہی قبول کرنے کا پیمانہ:

چاند کے تعلق سے کسی آدمی کی گواہی اسی وقت قابلِ قبول ہوگی جب اس کے اندر دو صفات پائی جائیں:

1) ایک یہ کہ وہ امین ہو اور

2) دوسرا قوی فی النظر ہو یعنی اس کی قوتِ بصارت تیز ہو۔

حضرت موسی علیہ السلام کے خسر نے موسی علیہ السلام کی انہی دو خوبیوں کی وجہ سے انہیں اپنے ہاں

کام کے لئے Appoint کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ "

ترجمہ:"ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے، کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو"۔

(سورۃ القصص:28/26)

اجتماعیت کی اہمیت:

کسی ایسے آدمی کی رؤیت جو کہ پابندِ شرع اور امانت دار ہے اور اس کی بینائی بھی اچھی ہے لیکن حاکم یا قاضی نے بوجوہ اس کی شہادت کو رد کر دیا ہو تو ایسی صورت میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو چاہئے کہ وہ اجتماعیت کا ساتھ دے اور اپنی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھنے یا عید منانے کا فیصلہ نہ کرے۔

اگر کوئی مقامی رؤیت کے اعتبار سے چلنا چاہتا ہے عالمی رؤیت کے اعتبار سے نہیں چلنا چاہتا ہے تو ان کے لئے یہ دلیل ہے:

"أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ، بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا فَاسْتَهَلَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ

الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَرَآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا، وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُهُ حَتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ، أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ، قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

ترجمہ: "ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سیریا بھیجا، انہوں نے کہا کہ میں سیریا آیا اور ان کی ضرورت پوری ہوئی اور میں نے وہیں شام میں رمضان کا چاند دیکھا ہم نے جمعہ کی شام چاند دیکھا تھا، پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے چاند کے تعلق سے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا، میں نے کہا: جمعہ کی رات دیکھا، پھر انہوں نے کہا: کیا تم نے خود اس کو دیکھا، میں نے کہا: ہاں اور دیگر لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن ہم نے تو سنیچر کی رات چاند دیکھا۔ ہم برابر تیس تاریخ تک روزہ رکھیں گے یا ہم چاند کو دیکھ لیں گے۔ میں نے کہا: کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور ان کا روزہ کافی نہیں ہے؟ آپ نے کہا: نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

(الراوی: کریب، المصدر: سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث: 2332 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

"Solar system" کی تفصیلات:

پوری دنیا کے اندر ۳۶۰ ڈگری کے زونس بنائے گئے ہیں جنہیں ہم "Longitude" کہتے ہیں۔ گلوب (Globe) پر نظر آنے والی سیدھی ترچھی لکیریں Longitude کہلاتی ہیں اور یہ کل ۳۶۰ Longitudes ہیں، ایک Longitude سے دوسرے Longitude کے فاصلے میں چار منٹ کا فرق ہوتا ہے۔ اگر کُل تین سو ساٹھ Longitudes کو چار سے ضرب دیں تو حاصلِ ضرب ۱۴۴۰ ہوگا اور اگر اس کو گھنٹوں میں تبدیل کریں تو ۲۴ گھنٹے ہوں گے یعنی مکمل ایک دن کا فرق ہوگا۔ اسی حساب سے 15 Longitude کا علاقہ ایک گھنٹے کا فرق پیدا کرے گا کا۔ آج ہم بآسانی لیپ ٹاپ آئی فون آئی پیاڈ وغیرہ کے ذریعے ہر جگہ کا ٹائم زون دیکھ اور جان سکتے ہیں۔

عرب کے ایک "Astronomer" خلا باز رؤیتِ ہلال کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے آسمان پر گئے اور اپنے آلات کے ذریعے وہاں کی تصاویر کھینچیں، ان کا کہنا ہے کہ (Horizon) پر جو چاند ہوتا ہے وہ بہت باریک ہے جس کا زمین پر رہ کر عام لوگوں کا دیکھنا اور اس کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لا نَكْتُبُ وَلا نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا، يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، وَمَرَّةً ثَلاثِينَ"

ترجمہ: "کہ ہم ایک امی قوم ہے۔ اور ہم کو لکھنا حساب کرنا نہیں آتا، مہینہ اس اس طرح ہے یعنی آپ ﷺ کی مراد ایک انیتس ہے اور ایک تیس کی ہے۔"

(الراوی: عبداللہ بن عمر المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 1913)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث سے امتِ مسلمہ کی تنقیص مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ امت سادہ مزاج کی حامل ہے اور یہ دین بہت آسان اور سہل ہے، شریعت کی تعلیمات کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک کے لیے آسان ہے۔

اسلامی کلینڈر کے تعلق سے ایک اشکال اور اس کا جواب:

سوال: مسلمان اپنی اکثر عبادات جیسے روزہ اور حج وغیرہ کے لئے لونار کلینڈر ہی کیوں Follow کرتے ہیں جبکہ سولار کلینڈر بھی موجود ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دن مہینے اور سال کے حساب کے لئے دونوں شمسی اور قمری کلینڈر بنائے ہیں اور مسلمان ان دونوں کا استعمال کرتے ہیں لیکن قمری کلینڈر کا زیادہ استعمال کرنے کی دو وجوہات ہیں:

پہلی اور سب سے بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثِينَ»

ترجمہ: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم پر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 1909)

دوسری وجہ یہ ہے کہ قمری کیلنڈر دن مہینے اور سال کے حساب کا آسان ذریعہ ہے اور اس کے کئی ایک فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ: رمضان کا الگ الگ موسموں میں آنا:

قمری کیلنڈر کے استعمال سے ماہِ رمضان الگ الگ موسموں میں ملتا ہے۔ مثلا اگر کسی کو ساٹھ ستر سال کی زندگی میسر ہوئی تو اوسطا اسے اکتیس بتیس سال ٹھنڈے موسم میں روزے نصیب ہوں گے۔ "کلّ جدید لذیذ" کے مطابق ہر نئی چیز انسان کے لئے لذیذ ہوتی ہے۔ اور مختلف موسموں میں رمضان کی آمد سے اس کی طبیعت میں عبادت کے لئے لذت اور نشاط کی کیفیت بر قرار رہتی ہے۔ اس کے بر عکس شمسی کیلنڈر کے مطابق اگر رمضان صرف ایک ہی موسم میں ہوتا تو حد درجہ گرمی روزے داروں ہلکان کر دیتی یا موسم کی یکسانیت سے ان کی طبیعت میں اکتاہٹ اور انقباض کا ہونا فطر امر ہوتا۔

دوسرا فائدہ: عبادات کی ادائیگی میں آسانی:

قمری کیلنڈر کے اعتبار سے عبادات کی انجام دہی نسبتاً آسان ہے، اس کے بر خلاف شمسی کیلنڈر کے اعتبار سے عبادات کی ادائیگی میں کئی ساری مشکلات در پیش ہوں گی، مثال کے طور پر سورج اپنا ایک چکر ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے اور ۴۸ منٹ میں پورا کرتا ہے۔ ایک سال چونکہ ۳۶۵ دنوں کا ہوتا ہے، اس لیے بقیہ گھنٹوں کی گنتی مکمل کرنے کے لیے ہر چوتھے سال کو "Leap year" قرار دے کر اس کے فروری کے مہینے میں ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ تین سال تک فروری کا مہینہ ۲۸ کا رہتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ کا ہو جاتا ہے، یعنی تین سال تک ایک تہائی حصہ جمع ہو کر چوتھے سال ایک دن بن جاتا ہے۔ لیکن اسلامی عبادت جیسے روزے میں ایک تہائی یا نصف کا تصور نہیں ہے۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان سولار کا استعمال ہی نہیں کرتے بلکہ مسلمان اپنی عبادت کے لئے اس کا

بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً نماز کے اوقات کے لئے شمسی کا ہی استعمال کیا جاتا ہے ہی۔

رمضان کی اہمیت:

رمضان کا ایک ایک لمحہ بڑی اہمیت وفضیلت کا حامل ہوتا ہے جس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَانِ مِنْ بَلِيٍّ فَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا وَاحِدًا وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ فَاسْتُشْهِدَ وَعَاشَ الْآخَرُ سَنَةً حَتَّى صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ فَرَأَى طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ خَارِجًا خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ آخِرَهُمَا ثُمَّ خَرَجَ فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى طَلْحَةَ فَقَالَ: ارْجِعْ فإنه لم يأن لك فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ وعجبوا فيه قالوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا وَاسْتُشْهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدَخَلَ هَذَا الْجَنَّةَ قَبْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَيْس قَدْ مَكَثَ هَذَا بَعْدَهُ بِسَنَةٍ" قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: "وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَهُ وَصَلَّى كَذَا وَكَذَا فِي الْمَسْجِدِ فِي السَنَةِ؟" قَالُوا: بَلَى قَالَ: "فَلَمَّا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ والأرض".

ترجمہ: "قبیلہ ء بلی کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، یہ دونوں ایک ساتھ اسلام لائے تھے، ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی بہ نسبت

عبادت میں زیادہ محنت کرتا تھا۔ وہ ایک مرتبہ جہاد میں نکلا اور شہید ہو گیا۔ دوسرا آدمی اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا پھر وہ وفات پا گیا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ان دونوں کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر ہیں اتنے میں اندرونِ جنت سے ایک شخص نکلا اور جو بعد میں وفات پایا تھا اس کو جنت میں داخل ہونے کے لئے کہا، پھر وہ دوبارہ باہر آیا اور شہید کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا، پھر میرے پاس آکر مجھ سے کہا کہ تم لوٹ جاؤ کہ ابھی تمہارا وقت نہیں آیا۔ صبح ہوئی تو طلحہ اپنا خواب لوگوں کو سنانے لگے اور لوگ اس پر تعجب کرنے لگے، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا وہ عبادت زیادہ کرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا بعد میں جنت میں داخل ہوا اور دوسرا آدمی پہلے جنت میں داخل ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ اس کے بعد پورا ایک سال زندہ نہیں رہا؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے رمضان کا مہینہ نہیں پایا اور اس میں روزے نہیں رکھے اور سال بھر مسجد میں نمازیں نہیں پڑھیں؟ لوگوں نے کہا ہاں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں زمین و آسمان کی وسعت سے زیادہ فرق ہے۔

(الراوی: طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 2982، خلاصة حکم الحدیث: صحیح)

استقبالِ رمضان:

رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے۔ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت اور عظمت بہت زیادہ ہونی چاہئے کیونکہ جس چیز کی جتنی اہمیت ہوتی ہے لوگ اسی شان سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم تمام کو اس مہینے کا استقبال نماز روزوں، صدقہ خیرات اور تلاوتِ قرآنِ مجید کے ذریعے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کیونکہ یہ نیکیوں کا موسمِ بہار ہے۔اس لیے ہمیں حد درجہ متحرک اور ''ایکٹیوactive'' رہنا چاہیے۔ اس کا ہر ایک لمحہ اور ایک ہر لحظہ نہایت قیمتی ہے، ہمیں پتہ نہیں کہ اگلا رمضان ہمارے نصیب میں ہوگا یا نہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو گزشتہ رمضان المبارک میں ہمارے ساتھ تھے، جنہوں نے ہمارے ساتھ سجدے کئے، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، تراویح ادا کی لیکن وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں نیکیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کا بہترین موقع عنایت فرمایا ہے سو ہمیں اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کثرت سے عبادات کرنے اور اپنے رب کو منانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

استقبالِ رمضان اور ہمارے اسلاف:

اسلافِ کرام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رمضان کی آمد سے چھ ماہ قبل ہی دعاؤں کا سلسلہ شروع کر دیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو ہمیں رمضان تک صحیح سالم پہونچا، اور رمضان کے بعد پانچ ماہ مسلسل یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ ہماری رمضان میں کی گئی عبادات کو قبول فرما۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معلی بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ چھ ماہ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم بلغنا رمضان" اے اللہ! تو ہمیں رمضان تک پہونچا دے اور رمضان کے بعد چھ ماہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمارے رمضان کے اعمال کو قبول کر لے۔

یحیی بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اللهم سلمني إلى رمضان وسلم لي رمضان وتسلمه مني متقبلا"

اے اللہ! مجھے رمضان تک صحیح سالم رکھ اور رمضان کو صحیح سالم مجھ تک پہنچا دے، اور رمضان میں کی گئی عبادات کو قبول فرمالے۔

(لطائف المعارف:ص:148)

چاند دیکھنے کی دعا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے:

((اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ))

ترجمہ: "اے اللہ! مبارک کر ہمیں یہ چاند، برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند!) میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ: نیا چاند (ہلال)

دیکھے تو کیا پڑھے ؟، حدیث نمبر: 3451، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: تفرد بہ المؤلف "تحفۃ الاشراف: 5015" [صحیح])

آمدِ رمضان پر آپ ﷺ کا صحابہ کو عمل پر ابھارنا:

نبی کریم ﷺ آمدِ رمضان پر خوشی کا اظہار کرتے اور صحابہ کرام کے دلوں میں رمضان کے تعلق سے شوق پیدا کرتے تھے، حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ»

ترجمہ: "تم پر رمضان المبارک کا مہینہ سایہ فگن ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے فرض کئے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا حقیقت میں وہی محروم رہا۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: سنن النسائی رقم الحدیث: 2106 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے حکم

آپ ﷺ نے نصفِ شعبان کے بعد روزے رکھنے سے منع کیا تاکہ رمضان المبارک کے اعمال پوری توانائی اور چستی کے ساتھ انجام دیئے جاسکیں اور ان کی ادائیگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ، فَلَا تَصُومُوا"

ترجمہ: "تم نصف شعبان کے بعد روزے مت رکھو۔"

(الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 2337 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے متعلق بعض اہل علم کا قول ہے کہ نصفِ شعبان کے بعد قضاء روزے رکھے جاسکتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی پیر جمعرات کے روزے رکھنے کا پابند تھا تو وہ بھی ان ایام میں روزے رکھ سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نفلی روزے بھی نہ رکھے جائیں۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

رمضان المبارک کی اصطلاحات:

رمضان المبارک میں ہمیں کچھ خاص "Terminologies" سننے کو ملتی ہیں مثلا: رمضان، صوم، تقوی، تراویح، سحری، افطار، اعتکاف، لیلۃ القدر وغیرہ۔ ان شرعی اصطلاحات کا معنی و مفہوم جاننا اور سمجھنا فائدہ مند ہے تاکہ ان کی ادائیگی سے ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہو۔

لفظِ رمضان اور ماہِ رمضان سے اس کی مناسبت:

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ لفظِ رمضان ماخوذ ہے رمض سے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا گرمی میں خوب تپ جانا۔ رمضۃ الحر کہتے ہیں سورج کی روشنی سے پتھر کا گرم ہو جانا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے ہجری سال کا نواں مہینہ جو شعبان کے بعد آتا ہے۔ یہ عربی کا بہت پرانا لفظ ہے، جس کا استعمال عاد و ثمود بھی کیا کرتے تھے چونکہ ان کے زمانے میں یہ مہینہ گرمی کے موسم میں آتا تھا اس لئے انہوں اس ماہ کا نام رمضان رکھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہ مہینوں میں صرف اسی مہینے کا ذکر نام کے ساتھ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ: "ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

لفظِ رمضان کی ایک معنوی مناسبت یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں ایمان کی حرارت اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی اپنی عام عادات اور معمولات کے بر خلاف اپنی بھوک پیاس اور تمام خواہشات کو بخوشی ترک کر دیتا ہے۔

لفظِ صوم کا مطلب:

صوم مصدر ہے جس کا لغوی معنی "الامتناع" یعنی رک جانا ہے جسے مریم علیہا السلام کی زبانی اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا"

ترجمہ:"میں نے رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔(اور اردو میں اسے روزہ کہتے ہیں)

(سورۃ مریم:19/26)

اس کا اصطلاحی معنی ہے"هو الامساك بنية التعبد لله عن اشياء مخصوصة في زمن معين من شخص مخصوص بشروط خاصة"یعنی مخصوص شخص کا عبادت کی نیت سے مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص مدت میں مخصوص چیزوں سے رک جانا۔

روزہ امتِ مسلمہ پر سن ۲ ہجری میں فرض ہوا اور یہ عبادت اقوام سابقہ پر بھی فرض تھی۔اللہ تعالی نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "

ترجمہ:"اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/183)

جنگ سے تعلق رکھنے والی آیتوں کے درمیان صوم کے ذکر کی حکمت:

اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جنگ سے تعلق رکھنے والی آیتوں کے درمیان صوم کا تذکرہ اس لئے کیا کہ میدانِ جنگ میں جہاں ایک شریف انسان بھی اخلاقی قدروں کو پامال کر جاتا ہے وہاں صائم اپنے آپ کو کنٹرول کرے ماہر نفسیات کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنی بھوک پر کنٹرول کرلیتا ہے وہ ہر جگہ ڈسلیپلن discipline فالو follow کرنے میں کامیاب ہو گا۔

یہ مذہبِ اسلام کی ہی تعلیمات ہو سکتی ہیں جو اپنے ماننے والوں کو میدانِ جنگ میں بھی اخلاقیات اور تہذیبِ نفس کی تعلیم دیتا ہے، افسوس یہی دینِ رحمت آج دہشت گردی کے لقب سے مطعون ہے۔ اللہ تعالی نے سورۃ المائدۃ میں فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"

ترجمہ:"جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

(سورۃ المائدۃ:5/32)

اسلام کی نظر میں ایک معصوم کا قتل گویا پورے انسانیت کا قتل ہے۔ فی الوقت دنیا کی آبادی تقریباً آٹھ بلین ہے۔اس حساب سے اگر کوئی ایک آدمی کا قتل کرتا ہے تو اس کے حق میں سات بلین نو سو ننانوے ملین قتل کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

لفظِ مسلم کا مطلب:

لفظِ مسلم اسلام سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں اطاعت گزار اور فرمانبردار۔ اہلِ عرب اطاعت گزار اونٹنی کو ناقۃ مسلمۃ کہتے تھے۔اس کا اصطلاحی معنی ہے مذہبِ اسلام میں داخل ہونے والا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر اپنا آپ س کے حوالے کر دینے والا۔

ایک مسلمان اپنے تمام افعال واقوال اور جذبات وخواہشات سمیت خود کو اللہ کی رضا کے حوالے کر دیتا ہے۔مثال کے طور پر دن میں کھانا اس کی عادت اور ضرورت ہے لیکن ماہِ رمضان میں اللہ تعالی کی رضا کی خاطر وہ اسے ترک کر دیتا ہے۔

لفظِ تقوی کا مطلب:

لفظِ ''تقویٰ'' وقایۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں بچنا اور محفوظ رہنا اور اس کا اصطلاحی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے اللہ کے غضب سے بچنا۔

بعض لوگ تقوی کا معنی خوف سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ درست نہیں، اللہ تعالی نے خوف کے لئے علیحدہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ"

ترجمہ: "تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔"

(سورۃ آل عمران:175/3)

ان دونوں الفاظ میں قدرے مشابہت ہے لیکن تقوی کا معنی خوف نہیں ہے ۔علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے مترادف الفاظ کو مترادف کہہ کر آگے نہ بڑھیں کیونکہ ان الفاظ کے معانی میں باریک سا فرق ہوتا ہے۔

اللہ کے غضب سے بچنے کا طریقہ:

اللہ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ہمیں سورۃ العصر میں ذکر کی گئی چار باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَالْعَصْرِ[1] إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ[2] إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

" زمانے کی قسم [1] بیشک (بالیقین) انسان سرتا سر نقصان میں ہے [2] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔"

(سورۃ العصر:3-1/103)

جو کوئی یہ چار کام کرے گا وہ اللہ کے غضب سے جہنم اور قبر کے عذاب سے محفوظ و مامون رہے گا۔

لفظِ صلوٰۃ کا معنی:

لفظِ صلوۃ مصدر ہے جس کے کئی معانی ہیں اور ان تمام معانی کا نماز کی کیفیت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

1۔ دعا:

صلاۃ کا ایک معنی دعا ہے۔ جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

"خُذۡ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ"

ترجمہ: "آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔"

(سورۃ التوبۃ:9/103)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لفظ "صلاۃ" کو دعا کے لئے استعمال کیا ہے۔

2۔ عبادت گاہ:

صلاۃ کا ایک معنی عبادت گاہ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ حج میں فرمایا:

" وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعۡضَهُم بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذۡكَرُ فِيهَا اسۡمُ اللَّهِ كَثِيرًاۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ "

ترجمہ:" اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی جاتیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔"

اس آیت میں یہودیوں کی عبادت گاہوں کو "صلوات" کہا گیا ہے اور عبرانی اور سریانی میں بھی نماز کے لئے سلوٹ "Salut" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

3۔ تعریف، مقام و مرتبہ اور درود ابراہیم:

صلاۃ کا ایک معنی 1۔ تعریف۔ 2 مرتبہ 3۔ درود ابراہیم ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللهَ وَمَلَايِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"

ترجمہ:"بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر "صلاۃ " بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی نبی اکرم ﷺ پر "صلاۃ" بھیجو۔"

(سورۃ الاحزاب:56/33)

اگر "صلاۃ" کی نسبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرشتوں کے درمیان محمد ﷺ کی تعریف بیان کرنا ہے۔

اگر "صلاۃ" کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا مطلب فرشتوں کا اللہ

سبحانہ وتعالیٰ سے محمد ﷺ کے مقام ومرتبے کی بلندی کے لئے دعا کرنا ہے۔

اگر "صلاۃ" کی نسبت انسانوں کی طرف ہو تو اس کا مطلب آپ ﷺ پر درود ابراہیمی بھیجنا ہے اور صحیح احادیث میں وارد درود کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

(الراوی: کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:3370)

4۔ دوسرا درجہ:

صلاۃ کا ایک معنی دوسرا درجہ بھی ہے جیسے کہ عربی زبان میں ایک محاورہ ہے: "تلق السوابق والمصلینا" یعنی جب تم ہمارے قبیلے کے گھوڑ سواروں سے دوڑ لگاؤ گے تو سب سے پہلے آنے والا گھوڑا تو ہمارا ہو گا ہی اور ساتھ ہی دوسرے نمبر پر آنے والا گھوڑا بھی تم ہمارا ہی پاؤ گے۔ اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں ان میں کا پہلا رکن کلمہ طیبہ اور دوسرا رکن "صلاۃ" یعنی نماز ہے۔ اس اعتبار سے "صلاۃ" کا ایک معنی دوسرا درجہ ہے۔

5۔ صلوین:

صلاۃ کا ایک معنی صلوین ہے، انسانی جسم میں پیٹھ پر دو بڑی بڑی رگیں ہوتی ہیں جو دونوں پیروں سے جاتے ہوئے سر سے مل جاتی ہیں انہی کو "صلوین" کہا جاتا ہے۔ جب بندہ

رکوع کرتا ہے تو اس کی یہ دونوں رگیں پیٹھ کے ساتھ مڑ (خم) ہو جاتی ہیں۔

6۔ کسی چیز کو آگ میں تپانا:

صلاۃ کا ایک معنی کسی چیز کو آگ میں تپانا بھی ہے اور اس معنی کو قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے، سورۃ اللھب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"سَيَصۡلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ"

ترجمہ:"وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔"

(سورۃ اللھب:111/3)

یعنی اللہ سبحانہ وتعالی قیامت کے دن ابو لہب کو جہنم کی آگ میں تپائے گا۔

اسی طرح جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس کا ایمان گرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔

صلاۃ کا اصطلاحی معنی:

نماز اسلام کا تیسرا رکن ہے، یہ عظیم عبادت رکوع و سجود اور قیام و قعود پر مشتمل ہے، جس کی ابتداء تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنے) سے اور انتہا تسلیم (یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنے) سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ۱۰۳ مرتبہ اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالی کی پسندید عبادت ہے۔ اس کی ادائیگی سے دلوں کو سرور اور آنکھوں کو قرار ملتا ہے۔ انسان بیوی بچوں کاروبار اور ملازمت وغیرہ کے جھمیلوں میں پھنس کر جب اللہ تعالی کو بھول بیٹھتا ہے تو نماز اسے اللہ کی یاد دلاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي "

ترجمہ:"اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔"

(سورۃ طٰہٰ:20/14)

لفظِ سحور کا معنی:

سحور کا لغوی معنی رات کا آخری حصہ ہے، اس کا اصطلاحی معنی روزہ رکھنے کی نیت سے رات کے آخری پہر میں کچھ کھالینا ہے اور یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور باعثِ خیر وبرکت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً»

ترجمہ:"سحری کرو بیشک سحری کرنے میں برکت ہے۔"

(الراوی:انس بن مالک رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:1923)

لفظِ افطار کا معنی:

افطار کا لغوی معنی ہے انگور کے بیج کا نکل آنا اور اس کا اصطلاحی معنی روزہ دار کا سورج غروب ہونے کے بعد کچھ کھالینا ہے۔

افطار میں جلدی کرنا باعثِ خیر ہے:

روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا باعثِ خیر وبرکت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ»

ترجمہ:"لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے۔"

(الراوی: سھل بن سعد المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:1957)

جلدی کا مطلب یہ نہیں کہ سورج غروب ہونے سے پہلے افطار کرلیں بلکہ اس کا وقت ہوتے ہی یعنی سورج غروب ہوتے ہی فوراافطار کرلیں۔ غفلت یا احتیاط کے نام پر تاخیر نہ کریں۔

تراویح یا قیام اللیل کا مطلب:

لفظِ"تراویح""راحۃ" سے نکلاہے، جس کا معنی راحت اور آرام ہے، چونکہ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑا آرام کرتے ہیں اس لئے اس نماز کو"صلوٰۃ التراویح" کہتے ہیں اور اسی کو غیر رمضان میں قیام اللیل کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تراویح کے تعلق سے فرماتی ہیں کہ:

«مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثًا»

ترجمہ:"نبی کریم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے پس آپ اس کی اچھائی اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھیں پھر آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے پس آپ

اس کی اچھائی اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھیں پھر آپ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔"

(الراوی: ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 1147)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے ہمیں چاہئے کہ ہم بھی آپ ﷺ کے طریقے کی پیروی کریں۔

صلوۃ التہجد کا مطلب:

تہجد کہتے ہیں نیند سے بیدار ہو کر کوئی کام کرنا۔ رات میں نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنے کو شرعاً صلوۃ التہجد کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام قیام اللیل بھی ہے۔

اعتکاف کا مطلب:

اعتکاف کا لغوی معنی روکنے اور کنارہ کشی اختیار کرنے کے ہیں اور اس کا اصطلاحی معنی ہے مسجد میں خاص کیفیت کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھنا۔

لیلۃ القدر کا مطلب:

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یہ ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اسی میں مخلوقات کی تقدیریں لکھی جاتی ہیں۔

زکوٰۃ کا مطلب:

”زکاۃ“ کا معنی صفائی اور بڑھوتری کے ہیں یعنی صاحبِ مال جب زکوۃ نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے دوسرے مال کو پاک وصاف کرتا اور اس میں خیر وبرکت نازل کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے مال میں اور اضافہ ہوتا ہے، یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔

زکوۃ کے شروط:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے المسلم، الحر، صاحب المال، صاحب النصاب، حال علیہ الحول یعنی مسلمان، آزاد، مال دار، صاحبِ نصاب، اور اس کے مال پر حولانِ حول یعنی ایک سال کا گزرنا ضروری ہے۔

یہ وہ بنیادی الفاظ اور اشرعی اصطلاحات ہیں جو رمضان المبارک میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے رمضان المبارک کی ساعتوں کو مغفرت کا ذریعہ بنادے اور ہمارے خاتمہ اس حال میں فرمائے کہ وہ ہم سے راضی رہے۔ آمین ثم آمین

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کے شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں

http://www.youtube.com/watch?v=OGRx-hgkAbo

دروس رمضان 6 تا 10

التمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/183)

رمضان کے فضائل

1۔رمضان المبارک میں آسمانی کتابوں کا نزول:

رمضان المبارک بڑی برکتوں اور عظمتوں والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ماہِ رمضان کا خصوصی ذکر فرمایا اور تمام آسمانی کتابوں کے نزول کے لیے اسی ماہِ معظم کا انتخاب فرمایا۔

قرآنِ مجید کا نزول:

رمضان المبارک اور قرآنِ مجید کا رشتہ بڑا گہرا ہے کہ اسی ماہِ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ

الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ:"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:185/2)

دیگر آسمانی کتابوں اور صحفِ ابراہیم کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں اور صحفِ ابرہیم کو بھی اسی ماہِ مبارک میں نازل فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أنزلت صحف إبراهيم أول ليلة من رمضان، وأنزلت التوراة لست مضين من رمضان، وأنزل الإنجيل لثلاث عشرة ليلة خلت من رمضان، وأنزل الزبور لثمان عشرة خلت من رمضان، وأنزل القرآن لأربع وعشرين خلت من رمضان "

ترجمہ: "صحفِ ابراہیم رمضان کی پہلی رات، تورات رمضان کی چھٹی رات، انجیل رمضان کی تیرھویں رات، زبور رمضان کی اٹھارویں رات، اور قرآن مجید کو چوبیسویں رات کو نازل کیا گیا۔"

(الراوی: واثلہ بن اسقع المصدر: السلسلۃ الصحیحۃ رقم الحدیث: 1575 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

بعض مفسرین نے کہا کہ موسی علیہ السلام کو اسی ماہِ مبارک میں کوہِ طور پر بلا کر تختیاں دی گئیں۔ مذکورہ آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی نبوت کا آغاز اسی ماہِ مبارک سے ہوا۔ اور اللہ تعالی نے لوگوں کو جہالت وضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانے کے لئے اسی ماہِ مبارک کا انتخاب فرمایا۔

2: رمضان المبارک میں روزوں کی فرضیت:

اللہ تبارک وتعالی نے روزے جیسی اہم ترین عبادت کو اسی ماہِ مبارک میں فرض کیا اور یہ اقوامِ سابقہ پر بھی فرض تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کما کُتب علی الذین من قبلکم" یعنی تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسی طرح روزے فرض کیے گئے تھے مزید فرمایا:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ: "تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

آپ ﷺ نے روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا"

ترجمہ: "جب تم (رمضان) چاند کو دیکھو تو روزہ رکھ لو۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المحدث: المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:1900)

روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"

ترجمہ: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: شھادتین کا اقرار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:8)

مذکورہ بالا تمام نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ امتِ مسلمہ کے ہر اس آدمی پر فرض ہے

جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر کوئی بغیر شرعی عذر کے روزہ ترک کر دیتا ہے تو وہ گناہ گار ہو گا۔

روزوں کے اقسام

بنیادی طور پر روزوں کی دو قسمیں ہیں:

1. فرض روزے:

رمضان المبارک کے روزے فرض روزوں کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کی فرضیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں کیا ہے، فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:183 /2)

2. تطوع (نفل روزے)

نفل روزوں کا حکم فرضیت کا نہیں ہے یعنی جن کے رکھنے پر ثواب ملے گا اور ان کے ترک پر کوئی گناہ نہیں ہو گا اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ"

ترجمہ:"پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم با علم ہو۔"

(سورۃ البقرۃ:184)

فرض روزوں کے اقسام

فرض روزوں کی چار قسمیں ہیں:

1: رمضان المبارک کے روزے:

یہ ہر اس شخص پر فرض ہیں جو شریعت کی نگاہ میں روزہ رکھنے کے قابل ہو یعنی عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت رمضان کے روزے رکھنے کے پابند ہیں۔

2: رمضان کے قضاء روزے:

کسی عذر کی بنا پر رمضان کے روزے چھوٹ گئے ہوں تو بعد میں ان روزوں کی قضا لازمی ہے۔ البتہ استطاعت نہ ہونے کی صورت میں اس کے عوض فدیہ دینا ہو گا۔

3: کفارے کا روزہ:

اگر کسی نے کسی چیز کے کرنے کی قسم کھائی اور وہ قسم پوری نہیں کر پایا تو اسے کفارے کے طور پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اسے تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مؤاخذہ نہیں فرماتا لیکن مؤاخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کردو۔ اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔"

(سورۃ المائدۃ:5/89)

4:نذر کا روزہ:

اگر کسی نے کوئی نذر مان لی کہ فلاں کام ہونے کی صورت میں روزہ رکھوں گا تو اس پر کام ہونے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا"

ترجمہ:"جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی

چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔"

(سورۃ الدھر:7/76)

روزے کے فضائل

1: روزہ اللہ تعالی کی پسندیدہ عبادت ہے:

روزہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ عبادت ہے۔ جس کے ذریعے اللہ بندے سے محبت کرتا ہے یہ اللہ تعالی کے نزدیک اس قدر افضل عمل ہے کہ اللہ اس کا اجر خود اپنے ہاتھوں سے دیتے ہیں۔ جیسے کہ درج ذیل حدیثِ قدسی میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ"

ترجمہ:"روزہ میرے لئے رکھتا ہے اور میں ہی اسے بدلہ دوں گا ،وہ اپنی خواہشات ،کھانے پینے کو میرے لئے چھوڑ تا ہے، روزہ ڈھال ہے ۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے، روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔"

(الراوی:ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:7492)

2: روزہ مغفرت کا ذریعہ ہے:

روزہ گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ ہے اگر کوئی اخلاصِ نیت اور سنتِ نبوی کے مطابق روزہ رکھے گا تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ففرمایا "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ:"جو ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 38)

3: روزے دار کے لئے باب الریان سے داخلہ:

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ" الریان" روزے داروں کے لیے مخصوص ہے۔ اس دروازے سے صرف روزے دار ہی جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ"

ترجمہ:"جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا، کہاں ہیں روزے دار! وہ کھڑے ہونگے ان کے علاوہ

کوئی اور اندر داخل نہیں ہو پائے گا، جب وہ داخل ہونگے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اس سے داخل نہیں ہو سکے گا۔"

(الراوی: سهل رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث:1896)

روزہ واجب کرنے والے شروط الصوم

1. المسلم / الاسلام۔یعنی کافر پر فرض نہیں
2. العاقل / عقل۔یعنی مجنون پر فرض نہیں
3. البالغ / بلوغت۔یعنی نابالغ پر فرض نہیں
4. القادر / طاقت ہو۔اس کا ضد ہے بوڑھا، مجبور، مشقت وضرر میں پڑنے والا
5. الصحیح / صحت مند۔یعنی شدید مریض نہ ہو
6. المقیم / اقامت پذیر یعنی مسافر نہ ہو
7. غیر الحائض (حیض کی حالت نہ ہو) / حائضہ کیلئے روزہ جائز نہیں۔
8. غیر النفاس (نفاس کی حالت نہ ہو) / نفاس کی حالت میں روزہ جائز نہیں
9. غیر المرضعہ (دودھ پلانے والی کی وہ حالت جس میں خوف لاحق اور مشقت یا ضرر میں پڑ جائے کا خدشہ ہو)
10. غیر الحامل (حمل کی وہ حالت جس میں روزہ سے خوف ہو مشقت میں پڑ جائے)

(ابن عثیمین۔مجالس رمضان)

☆7 سے 10 کو رکاوٹ سے خالی حالات (الخلو من الموانع) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

☆کچھ شرائط ایسے ہیں جو روزہ واجب نہیں کرتی اور اگر کوئی رکھ لے تو غلط ہے اور گناہ ہے: حیض ونفاس کی حالت میں روزہ حرام ہے

☆کچھ شرائط ایسے ہیں جو روزہ واجب نہیں کرتے لیکن رکھنا چاہے تو رکھ سکتے ہیں: نابالغ، مسافر، مرضعہ اور حاملہ، اگر مشقت برداشت کرسکتے ہو لیکن ضرر نہ ہو (اگر ضرر ہو تو خودکشی جائز نہیں)

☆مریض اگر مشقت برداشت کرے تو روزہ جائز ہے، اگر مشقت اور ضرر نہ ہو تو روزہ واجب ہے جیسے معمولی کھانسی یا زکام، اگر مشقت اور ضرر دونوں ہو تو روزہ حرام ہے۔

☆مریض، بوڑھا یا عاجز اور غیر قادر مرنے سے پہلے قادر ہو تو قضا کرے گا ورنہ فدیہ دے گا، ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے (رواہ الدار قطني /الإرواء4/21)

دلیل1: عملِ انس رض اللہ عنہ کہ وہ جب بوڑھے ہوگئے روزہ نہ رکھ سکے تو30 مسکین کو کھلایا فدیہ کے طور پر۔

دلیل2 :فتوی ابن عباس "وعلي اور الذین یطیقونہ" والی آیت سے استدلال)رواہ البخاري(4505)

☆ایمان کے بغیر روزہ غیر مقبول اور غیر صحیح۔

☆غیر عاقل کا ارادہ نہیں لہذا مکلف بھی نہیں۔

☆بیمار اگر بیماری سے اچھا ہونے کی امید ہو تو قضاء ہے اگر اچھا ہونے کی امید نہ ہو تو ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے

☆مریض اچھا ہو جائے لیکن قضاء کے معاملے میں سستی کرے اور مر جائے تو میت کے ولی روزہ رکھیں گے، (صحیح بخاری:1952، شیخ بن باز رحمہ اللہ) جبکہ علماء کی ایک تعداد صرف میت کیے نذر کے روزے کی قضا کی اجازت دیتی ہے۔(شیخ البانی)

☆ مرضعہ اور حاملہ مشقت کے خوف سے روزہ چھوڑ دے تو بعد میں قضاء کرنی ہو گی اگر رکھنے کی طاقت ہو تو (ابن باز و ابن عثیمین) لیکن شیخ البانی نے کہا کہ قضاء نہیں کریں گے بلکہ فدیہ دیں گے اور آیت سے اور فہم صحابہ سے استدلال کیا ("وعلی الذین یطیقونہ" بفہم ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما سے) استدلال کرتے ہوئے کہا کہ قضاء نہیں ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے ان دونوں کا کوئی مخالف نہیں صحابہ میں تو پھر یہ اجماع سکوتی ہوا، (تمام المنۃ) شیخ البانی نے تفصیل سے دلائل پیش کئے اور اس میں قوت ہے واللہ أعلم! واضح حدیث ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ۔ أَوْ: نِصْفَ الصَّلَاةِ۔ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَعَنِ الْمُرْضِعِ أَوِ الْحُبْلَى، وفي روايةٍ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ. (وصحَّحه الألبانيُّ في صحيح أبي داود: 2083) وجہ استلال یہ ہے کہ مسافر کے رزوہ کے قضاء کا ذکر آ گیا سورہ بقرۃ کی آیت نمبر 186 میں جبکہ مرضعہ وحاملہ کی قضاء کا ذکر نہیں اور نہ ان کو مریض میں شمار کیا شیخ الالبانی نے۔

رحمت کا پہلو ہے بعض اوقات بعض خواتین کو حمل ورضاعت کی مشقت میں 10 سال کی قضاء کرنے کے مقابلہ میں فدیہ آسان ہے پھر بھی اگر کوئی شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین کے فتوی اور ان کی تعلیل (کہ مرضعہ وحاملہ پر قضاء ہے مریض پر قیاس کرتے ہوئے) پر مطمئن ہوتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے قضاء کرنا چاہے وسعت ہے لیکن بہتر اور راجح شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے نظر آتی ہے۔ واللہ اعلم

مسلم: روزہ اللہ تعالی کے ہاں مقبول ہونے کے لئے روزے دار کا مسلمان ہونا ضروری ہے ۔ اگر کوئی غیر مسلم رکھتا ہے اس دعوے کے ساتھ کہ ہمارے درمیان کوئی تفریق اور بھید بھاؤ نہیں ہے تو گرچہ ہم اس انسانی رشتے سے اس رویے کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک یہ روزہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

غیر مسلم روزے دار کے ساتھ ہمارا برتاؤ:

اگر کوئی غیر مسلم مذہبی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ اس کو خوش اسلوبی سے سمجھائیں کہ آپ کے روزے رکھنے سے بین مذاہب رواداری کی خوشگوار فضا قائم ہو سکتی ہے نیز آپ کو روزے کے کافی دنیوی فوائد {benefits} بھی حاصل ہوں گے لیکن عند اللہ آخرت میں اس کا اجر نہیں ملے گا، دعوتی نقطہ نظر سے یہ ایک موقع ہے جہاں ہم بحیثیت داعی سمجھانے کے ساتھ ساتھ اصل پیغام سے روشناس بھی کروا سکتے ہیں کل اگر آپ دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں روزے کے فوائد {benefits} حاصل کرنے کے خواہاں ہیں تو آپ کو اس پر ایمان لانا ہو گا جس نے روزے کا سسٹم {system} نازل کیا۔ ظاہر سی بات ہے کہ بعض غیر مسلم احباب اس کی توجیہ جاننا چاہیں گے تو آپ ایک مثال کے ذریعے انہیں {logically} سمجھا سکتے ہیں کہ آپ نے ایک بہترین {Product} بنایا اور آپ کے پاس اس کے {import and export} کا {license} نہیں ہے۔ تو کیا اس کو ملک سے باہر بھیج سکتے ہیں؟ جی ہاں، جس طرح {project} کے ساتھ {license} کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح روزے کی عبادت کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا {license} ہونا لازمی ہے۔

بالغ اور اس کے بلوغت کے علامات:

روزے کی فرضیت کے لئے انسان کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ بلوغت کی مدت اور نشانیاں ہر جگہ الگ الگ ہیں۔ عرب میں بچے جلد بالغ ہو جاتے ہیں اور آج کل امریکہ اور انڈیا میں دس بارہ سال کی عمر میں بچے بالغ ہو رہے ہیں۔ لڑکوں کی بلوغت کی نشانی زیرِ ناف بال کا آنا اور خروج منی ہے اور لڑکیوں کا {period} یعنی حیض کا آجانا۔ اسی طرح احتلام کا ہونا بھی بلوغت کی نشانی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ"

ترجمہ: "تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، بچے سے جب تک بالغ نہ ہو، سوتے سے جب تک جاگ نہ جائے، مجنوں سے جب تک ہوش نہ آ جائے۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، المصدر: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4398 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

بعض لوگوں کی عمر بیس ۲۰ یا تیس ۳۰ ہو جاتی ہے لیکن ان میں بلوغت کی نشانیاں ظاہر نہیں ہوتیں۔ ان کے لئے بلوغت کی عمر ۱۵ سال ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَأَنَا

ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي» ، قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ، فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الحَدِيثَ فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ»

ترجمہ: "احد کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے سامنے انہیں حاضر کیا گیا اس وقت وہ چودہ سال کے تھے آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی اور خندق کی لڑائی میں جب میں حاضر کیا گیا تو آپ نے قبول فرمالیا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا. نافع نے کہا میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور اس حدیث کو بیان کیا۔ انہوں نے کہا بے شک یہ بڑے اور چھوٹے کے درمیان حد ہے ۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2664)

بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنا:

بچوں پر روزہ بلوغت کے بعد فرض ہے لیکن ان کی تربیت کی خاطر بلوغت سے پہلے ہی روزہ رکھوانے کو شش کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

"نُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ"

ترجمہ: "ہم اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے اور انہیں اون کا کھلونا دے کر بہلائے رکھتے جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو اسے وہی دیتے تھے افطار تک۔"

(الراوی: الربیع بنت معوذ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 1960)

اسی تربیت کے خاطر آپ ﷺ نے بچوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»

ترجمہ: "تم اپنی اولاد کو نماز کو حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور انہیں اپنے بستروں سے الگ کرو۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما المصدر: سنن ابی داوٗد رقم الحدیث: 495 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

عاقل:

روزے کی فرضیت کے لئے آدمی کا عقلمند اور سمجھنا ہونا ضروری ہے کیوں کہ پاگل اور مجنون شریعت کا مکلف نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ "

ترجمہ: "تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، بچے سے جب تک بالغ نہ ہو، سوتے سے جب تک جاگ نہ جائے، مجنوں سے جب تک ہوش نہ آ جائے۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا المصدر: سنن ابی داوٗد رقم الحدیث: خلاصۃ حکم

الحدیث: صحیح)

قادر:

آدمی پر روزہ اسی وقت فرض ہوتا ہے جب وہ اس کو رکھنے پر قادر ہو اگر وہ روزہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس پر روزہ فرض نہیں ہے۔ مثلا بوڑھا یا ایسا آدمی جو دشمن کے قبضے میں ہو اور وہ اسے روزہ رکھنے نہ دیتا ہو۔ اس کے علاوہ مریض وغیرہ جو روزہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

مریض کی دو قسمیں

1: چند دنوں کا مریض:

ایک عارضی مریض ہے، جس کے اچھے ہونے کی امید ہے، مثلا کوئی مریض جس کے بارے میں ڈاکٹر نے کہا کہ وہ ایک یا دو دن کے بعد صحت یاب ہو سکتا ہے۔ اس طرح کا مریض صحتیابی کے بعد اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے گا۔

2: دائمی مریض:

ایسا مریض جس کے اچھے ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ روزہ قضا کرنے کے بجائے فدیہ دے دے۔

کیا روزہ دار کسی عذر کی بناء پر روزہ توڑ سکتا ہے؟

روزہ دار عذرِ شرعی اور {valid reason} کی بنیاد پر روزہ توڑ سکتا ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، ثُمَّ أَفْطَرَ"

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے سال رمضان میں نکلے آپ ﷺ روزے سے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کدید مقام پر پہنچے پھر آپ ﷺ نے افطار کر لیا۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 1113)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفر عذر شرعی ہے اور عذرِ شرعی کی بنیاد پر روزہ توڑنا سنت ہے۔ مشقت کو سہتے ہوئے روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے جس سے اللہ تعالی نے ہمیں روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ"

ترجمہ: "اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔"

(سورۃ النساء: 4/29)

فدیہ کیا ہے؟:

روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس کے بدلے مسکین کو کھانا کھلانا فدیہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ"

ترجمہ: "اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔"

(سورۃ البقرۃ:2/184)

مسکین کو کھانا کھلانے کے دو طریقے ہیں اور دونوں ہی درست ہیں:

پہلا طریقہ یہ کہ ہم ہر دن ایک ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ دوسرا طریقہ یہ کہ ہم ایک ساتھ تیس مسکینوں کو کھانا کھلائیں جیسا کہ ابو ایوب بن ابو تمیمہ فرماتے ہیں:

" ضَعُفَ أَنَسٌ «عَنِ الصَّوْمِ فَصَنَعَ جَفْنَةً مِنْ ثَرِيدٍ فَدَعَا بِثَلَاثِينَ مِسْكِينًا فَأَطْعَمَهُمْ"

ترجمہ: "انس رضی اللہ عنہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مسکینوں کو بلا کر ایک ساتھ کھانا کھلا دیئے۔"

کیا عورت پر حالتِ حیض میں روزہ فرض ہے؟

حیض یا{period} کی حالت میں عورت پر نماز روزہ فرض نہیں ہے۔ البتہ اس پر روزوں کی قضاء ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ»

ترجمہ: "ہمیں حیض آتا تو ہمیں روزوں کی قضاء کرنے کا حکم دیا گیا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا گیا۔"

(الراوی: معاذۃ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:335)

قضا روزے کب رکھیں جائیں؟

رمضان کے فوراً بعد قضا روزے رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ اگر رمضان کے فوراً بعد رکھنے میں دشواری ہو تو آنے والے رمضان سے پہلے کبھی بھی قضاء روزے رکھے جاسکتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ"

ترجمہ: "مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے تھے اور میں انہیں شعبان میں ہی قضاء کرسکتی تھی۔"

(الراوی: ابو سلمۃ، المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 1146)

کیا عورت جب نفاس کی حالت میں ہو تو روزہ رکھے گی؟

بچے کی ولادت کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے اسے نفاس کا خون کہتے ہیں۔ نفاس کی حالت میں عورت پر روزہ فرض نہیں ہے لیکن بعد میں وہ روزوں کی قضاء کرے گی۔

کیا عورت جب ایام حمل یا ایام رضاعت میں ہو تو روزہ رکھے گی؟

عورت حاملہ pregnant ہو یا مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) ہو دونوں صورتوں میں اگر مشقت محسوس کرے تو اس پر روزہ فرض نہیں ہے۔ کیوں کہ روزہ رکھنے سے بچے اور ماں دونوں کی صحت پر اثر پڑ سکتا ہے اس لئے شریعت نے دونوں کو رخصت دی ہے۔ اگر

صحت کے بگڑنے کا خدشہ نہ اور مشقت نہ ہو تو روزے کا اہتمام کرنا فرض ہے۔

مرضعہ کے تعلق سے ایک غلط فہمی:

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ حالتِ رضاعت میں عورت کے جسم سے دودھ نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن بات ایسی نہیں ہے۔ جسم سے خون یا دودھ نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

حاملہ اور مرضعہ قضا روزے رکھے گی یا فدیہ دے گی؟:

اس سلسلہ میں اہلِ علم کی دو رائے ہیں اور اسی کے مطابق دو فتوے پائے جاتے ہیں اور ہمیں دونوں کا احترام کرنا ہے۔

پہلا فتوی: قضاء روزے رکھے گی:

بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ اگر مرضعہ یا حاملہ مشقت کی وجہ سے رمضان کے روزے ترک کرتی ہے تو بعد میں وہ روزوں کی قضاء کرے گی۔

دوسرا فتوی: فدیہ دے گی:

حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مرضعہ یا حاملہ سے مشقت کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جاتے ہیں اس کے بدلے وہ فدیہ دے گی قضاء نہیں کرے گی۔

چند وجوہات کی بنا دوسرے فتوی کی ترجیح:

مذکورہ بالا مسئلہ میں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتوی زیادہ راجح ہے کیوں کہ یہ صحابہ کرام کا فتوی ہے۔اور ان صحابہ کا فتوی جو فقہ وحدیث کے امام ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدين وعلمه التأويل "

ترجمہ:"اے اللہ تو اسے دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم دے۔"

(الراوی:عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماالمصدر : صحیح ابن حبان رقم الحدیث :7055خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اس مسئلے پر تحقیق اور غور وخوض سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں انہی دو حضرات نے اس تعلق سے فتوی دیا اور ان کے خلاف کسی اور نے کوئی دوسرا فتوی نہیں دیا۔اور یہ فتوی صحیح سند سے ثابت ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کوئی عورت ہر سال حاملہ ہوتی رہی یا اسے ہر سال بچوں کو دودھ پلانا رہا تو اس کے لئے قضاء کرنا کافی مشکل ہو گا۔واللہ اعلم بالصواب۔

- اگر کوئی خاتون قولِ اول کو راجح سمجھتی ہے اور اس کے مطابق اپنے روزوں کی قضا کرنا چاہتی ہے، تو وہ ایسا کر سکتی ہے ان علمائے کرام کے فتاوی کی پیروی کر سکتی ہے کیونکہ وہ بھی اکابر علمائے کرام ہیں اہم بات یہ ہے کہ خاتون جس رائے کو اختیار کرے دلیل کی بنیاد پر، اس پر دلجمعی اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔

تیسری فضیلت: ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک صغائر کی معافی:

رمضان کی ایک اہم فضیلت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بندہ اس ماہِ مبارک کی عبادتوں سے بھرپور فائدہ اٹھالے تو اللہ تعالی آنے والے رمضان تک اس کے سارے صغیرہ گناہ معاف کردیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ"

ترجمہ:"اگر انسان کبائر سے اجتناب کیا تو پانچوں نمازیں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ, ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:233)

یہ مغفرت کا مہینہ ہے اور وہ آدمی بڑا بدنصیب جسے رمضان المبارک جیسا مہینہ میسر ہو لیکن اس میں وہ اپنے گناہوں کی بخشش نہ کرواسکے۔ جیسا کہ ابنِ حبان کی صحیح حدیث میں مذکور ہے، حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: «آمِينَ آمِينَ آمِينَ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ حِينَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ قُلْتَ: آمِينَ آمِينَ آمِينَ، قَالَ: «إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا،

فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ»

ترجمہ:"ایک مرتبہ نبی کریم نے ﷺ منبر پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ آمین کہا، صحابہ نے پوچھا: آپ نے منبر پر چڑھتے ہوئے کیوں آمین کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس آئے اور اس شخص پر بدعا کی جو رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہیں کروایا وہ مر گیا اور جہنم میں داخل ہو گیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے کہا کہ آمین کہو میں نے آمین کہا، اور جو اپنے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت نہیں کیا وہ مر گیا اور جہنم میں داخل ہو گیا اس پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے کہا کہ آمین کہو میں نے آمین کہا۔ اور جس کے آگے میرا ذکر ہو اگر وہ مجھ پر درود نہیں بھیجا وہ مر گیا اور جہنم میں داخل ہو گیا اس پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے کہا کہ آمین کہو میں نے آمین کہا۔

(الراوی: ابو هريرة رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح ابن حبان رقم الحدیث:907 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

ہمارا رب بڑا رحمٰن و رحیم ہے کیونکہ اگر بندہ گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہوں کو معاف کر کے انہیں نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا"

ترجمہ:" سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔"

(سورۃ الفرقان:25/70)

چوتھی فضیلت: رمضان المبارک میں جہنم سے خلاصی:

اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کی ہر رات جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذٰلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ"

ترجمہ:"ہر رات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ جانے کتنوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیتے ہیں۔"

(الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 682 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

پانچویں فضیلت: رمضان رالمبارک میں لیلۃ القدر کا ہونا:

اقوامِ سابقہ کے مقابلے میں امتِ محمدیہ کی عمریں بہت کم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ

ذَلِكَ»

ترجمہ:" میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں۔اور ان میں کچھ ہی لوگ ایسے ہیں جو اس حد کو پار کریں گے۔"

(الراوی:ابو هريرة رضی اللہ عنہ المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث:3550 خلاصة حكم الحدیث:حسن)

مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں کم عمر میں زیادہ نیکیاں کمانے کے بہت سارے مواقع عطا فرمائے ہیں انہیں میں سے ایک اہم موقع لیلۃ القدر بھی ہے ،یہ بڑی مبارک اور عظیم رات ہے، اسی میں تقدیر کے فیصلے کئے جاتے ہیں اور اس ایک رات میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینے یعنی تراسی سال چار مہینے عبادت کرنے سے بہتر ہے ۔اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ[1] وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ[2] لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ[3] تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ[4] سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا[1]تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ [2]شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے[3]اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں [4]یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔"

(سورۃ القدر:5-1/97)

یہ رات رمضان کی آخری طاق راتوں : اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس اور انیتس میں سے کسی ایک رات میں آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ القَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا – أَوْ نُسِّيتُهَا – فَالْتَمِسُوهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الوَتْرِ"

ترجمہ:"مجھے لیلۃ القدر بتلائی گئی تھی پھر بھلادی گئی تم اس آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

(الراوی: ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:2016)

چھٹی فضیلت:

رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ماہِ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش جنات وشیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے یعنی اس ماہ میں بندے کے لئے نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ»

"جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں. اور سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(الراوی: ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 3277)

حدیث:

"وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ"اور"إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ"

کا مطلب: مذکورہ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی رمضان میں گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے۔ کوئی مسلمان گناہگار بندہ اس ماہ سے فائدہ اٹھائے، گناہوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھے اور نیکیوں سے اپنا دامن بھر لے، اگر رمضان میں اس کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالی اسے جہنم سے آزاد کر کے جنت میں داخل کریں گے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی کافر یا مشرک رمضان میں انتقال کر جائے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا کیونکہ اس کے پاس ایمان نہیں ہے جو کہ دخولِ جنت کے لئے شرط ہے۔ مثال کے طور کسی ملک نے اعلان کر دیا کہ لوگ ہمارے ملک کو آسکتے ہیں اگر کوئی وہاں بغیر پاسپورٹ کے جانا چاہے تو نہیں جاسکتا کیونکہ اس ملک میں داخلے کے لئے پاسپورٹ شرط ہے۔

جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کے لئے ایمان اور عمل صالح کا ہونا ضروری ہے:

جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کے لئے ایمان اور عمل صالح ہونا کا ضروری ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

" وَالْعَصْرِ[1] إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ[2] إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

زمانے کی قسم[1] بیشک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان میں ہے[2] سوائے
ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں
حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

(سورۃ العصر:3-1/103)

جو کوئی یہ چار کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت میں داخل ہوگا اور
جہنم اور قبر کے عذاب سے محفوظ و مامون رہے گا۔

رمضان کے تعلق سے چند ضعیف احادیث

محدثین نے صحیح اور ضعیف احادیث تمیز کی خاطر انہیں علیحدہ تقسیم کیا اور اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں جیسے: "کتاب الموضوعات" اور "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" وغیرہ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں من گھڑت اور ضعیف احادیث جمع کردی گئیں ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں، مگر افسوس کہ اب بھی احادیثِ نبویہ کے تئیں بے احتیاطی زوروں پر ہے، لوگ موضوع اور من گھڑت احادیث کو دھڑلے سے پھیلاتے ہیں اور ان کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں جنہیں اتنی بھی بنیادی knowledge نہیں ہے کہ یہ کتابیں حوالہ دینے لائق ہیں یا بھی یا نہیں۔ ہمارے معاشرے میں رمضان کے تعلق سے بہت ساری ضعیف احادیث زبان زدِ خاص وعام ہیں، ان میں سے چند ایک پیشِ خدمت ہیں۔

پہلی حدیث:

" من أدى فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة ":

رمضان المبارک میں یہ حدیث:

"من أدى فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة"

ترجمہ:"(جو کوئی رمضان المبارک میں ایک فرض ادا کرے گا تو اس کو ایک فرض کے بدلے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب حاصل ہوگا) بہت گردش کرتی ہے۔اور اکثر خطباء اور واعظین اس کا ذکر کرتے ہیں۔

یہ روایت بالکل ضعیف ہے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ منکر اور ضعیف حدیث ہے شیخ بن باز اور شیخ البانی رحمہما اللہ نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے باقاعدہ صحیح ابن خزیمہ میں ایک باب:"باب ماجاء ان صح الخبر" باندھا ہے یعنی امام ابن خزیمہ اس طرح باب باندھ کر یہ بتارہے ہیں کہ مجھے اس خبر یعنی حدیث کی صحت میں شک ہے۔

دوسری حدیث:

((أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ))

ایک اور حدیث جو رمضان میں بہت زیادہ سنی اور سنائی جاتی ہے وہ یہ ہے:

((أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ))

ترجمہ: رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

جیسے ہی رمضان کا مہینہ آتا ہے یہ حدیث لوگوں میں بہت زیادہ گردش کرنے لگتی ہے۔حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے کیونکہ جہنم سے خلاصی

کی فضیلت صرف آخری عشرے تک محدود نہیں بلکہ یہ کام بفضلہ تعالی رمضان کی ہر رات ہوتا رہتا ہے۔

تیسری حدیث:

افطار کے وقت ہی دعا قبول ہونا:

رمضان المبارک میں ایک اور حدیث یعنی افطار کے وقت ہی روزے دار کی دعا قبول ہوتی ہے بکثرت سنی اور سنائی جاتی ہے۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے جب کہ احادیث سے ثابت ہے کہ روزے دار کی دعا اللہ کے ہاں مقبول ہے سحری سے افطار تک، اس کے لیے دن کا کوئی حصہ خاص نہیں ہے۔

چوتھی حدیث:

دودھ سے افطار کرنا:

رمضان المبارک کے تعلق سے پھیلائی جانے والی ضعیف احادیث میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ سے افطار کرو اگر دودھ نہ ملے تو شربت سے افطار کرو۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ جبکہ صحیح حدیث یہ ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ، فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ»

ترجمہ: "اللہ کے رسول ﷺ رطب کھجوروں کے ذریعہ افطار کرتے نماز

سے قبل، اگر رطب کھجور نہ ملتے تو سوکھے کھجور سے افطار کرتے اگر وہ بھی نہ ملتے پانی چند گھونٹ سے افطار کرتے۔"

(الراوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 2356 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

پانچویں حدیث:

بغیر کسی علت کے روزہ ترک کرنے سے زندگی بھر روزہ رکھنے سے اس کی قضاء نہیں ہو سکتی:

رمضان المبارک سے تعلق رکھنے والی ضعیف احادیث میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی بغیر کسی علت کے روزہ ترک کر دے اور وہ زندگی بھر روزہ رکھے لیکن پھر بھی اس کی قضاء نہیں ہو سکتی۔ اس طرح کے غلو آمیز الفاظ استعمال کرنے سے ہمیں گریز کرنا چاہیئے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی تفصیلات ہیں۔ علت کے علاوہ بھی بہت سارے ایسے اسباب ہیں جس کی بنیاد پر روزہ قضاء کیا جا سکتا ہے۔ جیسے مسافر قضا کر سکتا ہے جبکہ اس کے لئے سفر کے علاوہ کوئی اور عذر نہیں ہے، شریعت اسے روزہ قضا کرنے کی اجازت دی ہے اسی طرح حاملہ اور مرضعہ مشقت کی وجہ سے روزہ چھوڑ کر بعد میں اس کی قضا کر سکتی ہے۔

رمضان میں شیاطین سے متعلق ایک اہم سوال:

رمضان میں شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود لوگ کیوں گناہ

کرتے ہیں؟

جواب: رمضان میں انسان سے سرزد ہونے والے گناہوں کے کئی اسباب ہیں:

پہلا نکتہ: یہ کہ آدمی کے گناہ کے پیچھے صرف شیطان کا ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ اس میں اس کے نفس کا عمل دخل بھی ہوتا ہے، اسی لیے ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے جو خطبہ حاجہ کا حصہ ہے "ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا" پڑھتے ہیں۔ یعنی ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور ہمارے برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

دوسرا نکتہ: یہ کہ شیطان نے انسانی نفس کو سال بھر گناہوں کی جو "ٹریننگ" دی ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کیونکہ انگریزی میں کہاوت ہے OLD HABITS DIE HARD "یعنی پرانی عادتیں بڑی مشکل سے جاتی ہیں۔

تیسرا نکتہ: یہ کہ آدمی کی بری صحبت اور برا ماحول بھی اس کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔

چوتھا نکتہ: یہ کہ شیاطین کو باندھنے اور انہیں قید کرنے سے ان کے وسوسہ ڈالنے کی طاقت ختم نہیں ہوتی ہے۔ وہ اپنی اسی طاقت کا استعمال کر کے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر انہیں گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں۔ جیسے سورۃ الناس میں ہم ان کے اسی وساوس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ[1] مَلِكِ النَّاسِ[2] إِلَٰهِ النَّاسِ[3] مِنْ

شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ[4] الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ[5] مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ"

ترجمہ:"آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں[1] لوگوں کے مالک کی (اور)[2]لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)[3]وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے[4]جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے[5](خواہ)وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔

(سورۃ الناس:6-1/114)

یہ الگ بات ہے کہ رمضان المبارک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ ان کے وسوسوں کی طاقت کمزور پڑ جاتی ہے بشرط یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی کو ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت پانا چاہتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ"

ترجمہ:"اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہ نمائی کرتا ہے۔"

(سورۃ الشوری:13/42)

اور جو ہدایت پانا نہیں چاہتا یا جس کے دل میں کجی ہو تو اللہ تعالی اس کے دل کو اور ٹیڑھا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ"

ترجمہ:"پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو (اور) ٹیڑھا کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

(سورۃ الصف:5/61)

پانچواں نکتہ: یہ کہ رمضان میں بڑے بڑے سرکش شیاطین وجنات قید کئے جاتے ہیں اسی لئے اس ماہ میں مسلم علاقوں میں CRIME RATE" کم ہوتا ہے۔ جبکہ چھوٹے شیاطین آزاد رہتے ہیں۔اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے جس میں مردة الجن یعنی سرکش جنات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ"

ترجمہ:"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

(الراوی:ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر:سنن ابن ماجۃ رقم الحدیث:1642 خلاصة حکم الحدیث: صحیح)

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

«يَا أَيُّهَا النَّاس، إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ، وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا، فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ، فَنُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"

ترجمہ:"اے لوگو مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی اور میں تمھیں بتانے کے لئے نکلا تھا پس دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے اور دونوں کے ساتھ شیطان تھا، پھر مجھ سے لیلۃ القدر بھلادی گئی لہذا تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔"

(الراوی: ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1167)

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ ان دونوں لڑنے جھگڑنے والے اشخاص کے ساتھ شیطان تھا۔ مذکورہ دونوں حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان میں سرکش شیاطین اور جنات قید کئے جاتے ہیں جبکہ چھوٹے شیاطین اور جنات آزاد رہتے ہیں۔ آج ہمارے درمیان چاند اور عید کے مسائل کو لے کر جو لڑائیاں ہوتی ہیں ان اختلافات کا ہوا دینے میں ان چھوٹے شیاطین کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کو غنیمت جانیں اور روح کی غذا (عبادت) کا سامان فراہم کریں انسان جسم اور روح کا مجموعہ (COMBINATION) ہے۔ ایک اچھی اور پرسکون زندگی گذارنے کے لئے دونوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

انسانی جسم کا تعلق دنیوی اشیاء ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداءً مٹی سے کی پھر اس میں پانی ملایا گیا پھر وہ طین بنی پھر وہ حماٍ مسنون بنی پھر وہ سوکھ کر صلصال کی شکل اختیار کی پھر اس کے بعد اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا صَوَّرَ

اللهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ، يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ»"

ترجمہ:"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کا پتلا (body) بنایا تو اسے جتنی مدت چاہا چھوڑ دیا پھر شیطان اس کے اطراف گھومنے اور اسے دیکھنے لگا جب اس پتلے کو خالی پایا تو وہ پہچان لیا اسے ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ اسے اپنے آپ پر قدرت نہیں ہے۔"

(الراوی:انس بن مالک رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:2611)

یہی وجہ ہے کہ انسانی جسم پیدائش کے بعد دنیوی غذا جیسے چاول، روٹی، ترکاری، میوے وغیرہ سے نشوونما DEVELOP پاتا ہے۔

انسان کی روح کا تعلق اللہ رب العالمین کے حکم سے ہے:

انسان کی روح کا تعلق اللہ تعالی کے حکم سے ہے کہ اللہ تعالی جب فرشتے کو حکم دیتے ہیں تو فرشتہ رحمِ مادر میں روح پھونکتا ہے روح مخلوق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

((رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ))

"فرشتوں اور روح کا رب"۔

(صحیح مسلم:487[1091])

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ"

ترجمہ:"تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا۔"

(سورۃ الحجر:15/29)

سورۃ الاسراء میں فرمایا:

" وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلا"

ترجمہ:"اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجئیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔"

(سورۃ الاسراء:17/85)

جب بچہ چار ماہ کا ہو تا ہے تو فرشتے اللہ تعالی کے حکم سے اس میں روح پھونکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ"

ترجمہ:"بے شک تمہاری پیدائش تمہاری ماں کے کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ کی شکل میں کی جاتی ہے پھر اتنے ہی دنوں میں خون کالو تھڑا بنتا ہے پھر اتنے ہی دنوں میں گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے پھر اللہ تعالی فرشتے کو بھیجتا ہے اور اسے چار باتیں لکھنے کا حکم دیتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل اس کا رزق اس کی عمر اور اس کی نیک بختی اور بد بختی لکھ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔"

(الراوی: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما المحدث: المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث (3208:

انسانی جسم کی طرح انسانی روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے:

چونکہ روح اللہ تعالی کے حکم سے پھونکی گئی تو اس کی غذا بھی اللہ تعالی نے آسمان سے نازل فرمائی وہ ہے قرآنِ مجید اور صحیح حدیث۔ انسان اکثر جسمانی غذا کا بہت خیال رکھتا ہے مگر روحانی غذا سے بے پرواہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ڈپریشن میں چلا جاتا ہے۔ انسان کو مکمل ہیلتھی [HEALTHY] رہنے کے لئے جسمانی اور روحانی دونوں غذا کا استعمال کرنا ضروری ہے، کیونکہ انسان کی تھکان، سکون اور غم کا تعلق روح سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غلام مانگنے کے لئے آپ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ انہیں غلام دینے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرنے کا حکم دیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا، فَأَتَى

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقَالَ: «عَلَى مَكَانِكُمَا» . فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: «أَلاَ أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ»"

ترجمہ:"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ کچھ قیدی آپ ﷺ کے پاس آئے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں لیکن انہوں نے آپ ﷺ کو نہیں پایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو انہیں اس تعلق سے بتایا۔ پھر جب کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد کی اطلاع دی۔ پھر نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور ہم بستر پر لیٹے ہوئے تھے میں کھڑا ہونا چاہا لیکن آپ ﷺ نے ہمیں لیٹے رہنے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور میں آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک میری سینے پر محسوس کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳

مر تبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو یہ عمل تمہارے خادم سے بہتر ہے۔"

(الراوی: علی بن ابی طالب المحدث: المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:3705)

روحانی قوت کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فربہ اندام نہیں بلکہ دبلے پتلے تھے۔ لیکن قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان سے خوف کھاتی تھیں کیونکہ جسم کے ساتھ ساتھ ان کی روح قوی تھی اور اللہ تعالی سے ان کا رشتہ مضبوط اور گہرا تھا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج کے چڑھ جانے تک مسجد ہی میں ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے، کچھ لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے دن بھر کام کرنے کی طاقت و قوت اسی ذکر واذکار سے ملتی ہے۔ علامہ ابنِ تیمیہ کے بارے میں آتاہے کہ ایک دن میں جتنا وہ لکھتے تھے انہیں نقل کرنے کے لئے ماہرین "EXPERTS][کو ایک ہفتہ لگ جاتا تھا۔

مذکورہ حدیث اور واقعات سے معلوم ہوا کہ تھکان وغیرہ کا تعلق روح سے ہے اور روح کی غذا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے، اگر ہم اپنی روح کو مضبوط اور طاقت ور بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں کثرت سے ذکر واذکار کرنا چاہئے۔

انسانی جسم اور روح کے درمیان توازن:

لہذا انسانی جسم اور روح دونوں پر یکساں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی جسم اور روح کے درمیان توازن رکھنا چاہئے۔ کیونکہ انسان نہ فرشتوں کی طرح خیرِ محض ہے اور نہ

شیاطین کی طرح شر محض ہے۔اس کے اندر اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا[8] قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا[9] وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا"

ترجمہ:"ہر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی[8] جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا[9] اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا

(سورۃ الشمس:10-8/91)

اس Balance کو باقی رکھنے کے لئے انسان کو اللہ کی عبادت بھی کرنی ہے اور دنیوی معاملات کو بھی انجام دینا ہے،اس کے اندر مادیت بھی ہے اور روحانیت بھی ہے ۔مادیت اس کو دنیوی آرائش وزیبائش کی طرف کھینچتی ہے اور روحانیت اسے اللہ کی طرف بلاتی ہے۔انسان کبھی کبھی مادیت کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اس قدر گر جاتا ہے کہ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ"

ترجمہ:"اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس

کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔"

(سورۃ الاعراف:7/176)

سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[4] ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ[5] إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ"

ترجمہ:"یقیناہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا[4] پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا[5] لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا۔"

(سورۃ التین:6-4/95)

اور بسا اوقات انسان غلو کا شکار ہو جاتا ہے اور روحانیت کی آوز پر لبیک کہہ کر رہبانیت اختیار کر لیتا ہے جس سے اسلام نے ہمیں روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ"

ترجمہ:"رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے

ان پر اسے واجب نہ کیا تھا سوائے اللہ کی رضاجوئی کے۔ سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی، پھر بھی ہم نے ان میں سے جو ایمان لائے تھے۔ انہیں ان کا اجر دیا اور ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔

(سورۃ الحدید:27/57)

اسلام ہمیں "balance between mind, soil and body" کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی سے "peaceful life" ملتی ہے۔ اور اسی سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

اور یہ متوازن زندگی ہمیں دنیاوی معاملات کے ساتھ ساتھ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی بندگی سے حاصل ہوتی ہے عبادت کے صحیح اسلامی تصور کی وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ اسے انجام دے کر ہم اپنی روح کو غذا فراہم کر سکیں اور اپنے رب سے قریب تر ہو سکیں۔

عبادت کا لغوی معنی:

"الطاعة بالخضوع" ہے یعنی عاجزی کے ساتھ فرمانبرداری کرنا۔

عبادت کے لغوی میں پستی کا معنی ہے جیسا کہ عربی زبان میں (مور معبد) کہا جاتا ہے یعنی کہ وہ راستہ جس پر بار بار چلنے کی وجہ سے پست ہو چکا ہے نرم ہو چکا ہے۔

عبادت کا اصطلاحی معنی:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"العبادة اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الظاهرة والباطنة "

یعنی عبادت ایک جامع لفظ ہے جو ان تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال کا نام ہے جنہیں اللہ تعالی پسند کرتا اور خوش ہوتا ہے۔"

عبادت کا وسیع مفہوم:

اسلام میں عبادت کا وسیع تصور ہے، یہ زندگی کے ہر شعبے کو ٹچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

ترجمہ:" آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔"

(سورۃ الانعام:6/162)

انسان اور جنات کی تخلیق کا مقصد عبادت ہی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

ترجمہ:"میں نے جنات اورانسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

(سورۃ الذاریات:56/51)

عبادت کی دو قسمیں:

(1)"العبادات المحضة"اور(2)"العبادات غير المحضة"

1)"العبادات المحضة"

عبادتِ محضہ کا اصل اصول:

(الأصل في العبادة المنع)عبادتِ محضہ کی اصل یہ ہے یہ کوئی بھی کام عبادت کے نام پر منع ہے جب تک کہ اس کے کرنے کی دلیل نہ مل جائے۔

عقیدہ، نماز وروزہ ور کوۃ وحج وغیرہ

،عبادِ محضہ میں اصل یہ ہے کہ آپ کوئی کام نہ کریں جب تک کہ کرنے کی دلیل نہ آجائے۔

2)"العبادات غير المحضة"۔

عبادتِ غیر محضہ کا اصل اصول:

(الاصل في الاشياء الاباحة)کہ دنیوی امور اور عام اشیاء میں کرنے کی اجازت ہے جب تک کہ رکنے کی دلیل نہ آجائے۔

وہ دنیوی امور اور عادتیں بو وباش، حمل و نقل، لباس، کھانا پینا دنیا کے وہ سارے امور جس کی اصل جائز ہے کہ آپ دنیوی امور میں نئی نئی چیزیں ایجاد کریں جب تک کہ روکنے کی دلیل نہ ملے اور اگر منع کی دلیل مل جائے تو ترک جائیں۔

عبادت کی قبولیت یا قبولِ اعمال کے دو شرائط ہیں:

پہلی شرط: اخلاص: یعنی وہ کام جو صرف اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔

اخلاص کا لغوی معنی:

لفظ "اخلاص" "خلوص" سے نکلا ہے جس کے معنی خالص اور Pure کے ہیں، یعنی ایسی چیز جس میں کسی قسم کی ملاوٹ اور آمیزش نہ ہو۔ اللہ تعالی نے دودھ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ"

ترجمہ: "تمہارے لیے تو چوپایوں میں بھی بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے سہتا پچتا ہے۔"

(سورۃ النحل: 16/66)

اخلاص کا اصطلاحی معنی: ہر وہ کام جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے لئے کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ"

ترجمہ: "انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں

اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔"

(سورۃ البینۃ:5/98)

سورۃ الزمر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبانی فرمایا:

" قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ"

ترجمہ:"آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں۔

(سورۃ الزمر:11/39)

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ "

ترجمہ:"جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جس میں وہ میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک چھوڑ دیا۔"

(الراوی:ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:2985)

دوسری شرط: اللہ کے رسول ﷺ کی متابعت: یعنی وہ کام آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ ہمیں دین کا ہر کام اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل مقبول ہے جس میں آپ ﷺ کی اتباع کی جائے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ»

ترجمہ:"جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے

وہ مردود ہے۔"

(الراوی: ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 2697)

لہذا دین وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ "

ترجمہ: "تم میری اور ہدایت یافتہ صحابہ کرام کی سنت کو لازم پکڑو اس کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنے سے بچو بے شک ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

(الراوی: العرباض بن ساریہ، المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 4607 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ بني إسرائيل تفرَّقتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي»"

ترجمہ: "بے شک بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳

فرقوں میں بٹ جائے گی یہ سب کے سب جہنم جائیں گے سوائے ایک جماعت کے صحابہ نے پوچھا وہ کونسی جماعت ہے اے اللہ کے رسول ﷺ ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

(عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 2641 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تقریبا تیس ۳۰ مقامات پر اتباع رسول کا ذکر فرمایا ہے اور بارہ ۱۲ سے زائد مقامات پر "اطاعتِ رسول" کا ذکر کیا ہے، مثلا سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۳۱، ۳۲ میں، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۵۹ میں، سورۂ مائدہ، سورۃ نمبر ۵ کی آیت نمبر ۹۲ میں، سورۂ انفال، سورۃ نمبر ۸ کی آیت نمبر ۱ میں، سورۂ انفال، سورۂ انفال سورۃ نمبر ۸ کی آیت نمبر ۴۶ میں، سورۂ انفال سورۃ نمبر ۸ کی آیت نمبر ۲۰ میں، سورۂ محمد سورۃ نمبر ۴۷ کی آیت نمبر ۳۰ میں، سورۂ النور سورۃ نمبر ۲۴ کی آیت نمبر ۵۲ میں، سورۂ النور سورۃ نمبر ۲۴ کی آیت نمبر ۵۴ میں، سورۂ التغابن سورۃ نمبر ۶۴ کی آیت نمبر ۱۳، ۱۲، ۱۱ میں، سورۂ المجادلۃ سورۃ نمبر ۵۸ کی آیت نمبر ۱۳، ۱۲، ۱۱۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "السیاسۃ الشرعیۃ" میں فرماتے ہیں کہ: اسلام دو سوالات کا نام ہے۔ من تعبد؟ یعنی تم کس کی عبادت کروگے؟ وکیف تعبد؟ اور تم کیسے عبادت کروگے؟ دونوں کا جواب ہے: "الإخلاص والمتابعۃ"۔

خلاصۂ کلام

خلاصہ ءکلام یہ ہے رمضان المبارک اور اس کے بعد ہر عبادت اخلاصِ نیت کے ساتھ اور

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو شرعی مسئلے مسائل سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کے شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں

http://www.youtube.com/watch?v=AU8hijZZTXU

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دروس رمضان 11 تا 15

روزے کے اہم مسائل

التمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ ایک عظیم عبادت ہے جو ہم سے پہلی قوموں پر بھی فرض تھی، اس عبادت کے بجا لانے کے جہاں بے شمار اخروی فوائد ہیں وہیں یہ فرد اور معاشرے کے لئے بھی پر اثر اور نفع بخش ہے، آئندہ سطور میں باِذن اللہ آپ کے سامنے روزے سے متعلق اہم مسائل کا تذکرہ ہو گا۔

اللہ تعالی نے روزے کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:

"أُحِلَّ لكم لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ "

ترجمہ: "روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمالیا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے،

تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تا کہ وہ بچیں۔"

(سورۃ البقرۃ:2/187)

روزوں کی نیت ضروری ہے:

تمام عبادات کے لئے نیت شرط ہے۔ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"

ترجمہ: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

(الراوی: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:1)

تمام عبادات کی طرح روزے کے لئے بھی نیت شرط ہے۔ اور یہ نیت سحری سے لے کر افطار تک کی ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی دوپہر تک کی نیت کرتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ہو گا۔

فرض روزوں کی نیت:

فرض روزوں کی نیت فجر کی اذان سے قبل کرنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَاصِيَامَ لَهُ"

ترجمہ:"جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہے۔"

(الراوی :ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا المصدر:سنن ابی داؤدرقم،الحدیث :2454خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

نفل روزوں کی نیت:

نفل روزوں کی نیت دن میں بھی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ» ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ: «أَرِينِيهِ، فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا» فَأَكَلَ"

ترجمہ:"اللہ کے رسول ﷺ ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے ؟ہم نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا :بے شک میں روزے سے ہوں، پھر ایک اور دن آپ ﷺ تشریف لائے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں تحفہ میں حیس دیا گیا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ میں روزے کی حالت میں صبح کیا تھا پھر آپ ﷺ نے کھالیا۔"

(الراوی:ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:1154)

سحری کے وقت روزے کی نیت کی ایک دعا:

"نويتُ أن أصوم غداً لله تعالى"

لوگوں میں کافی مشہور ہے جو کہ در حقیقت من گھڑت ہے اور کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ لوگ اس دعا کے ذریعے نیت تو اس دن کے روزے کی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی نیت دوسرے دن کے روزے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ دعا کا مطلب ہے "میں نے نیت کی کہ کل میں روزہ رکھوں گا اللہ تعالیٰ کے لئے۔"

نواقضِ روزہ (روزہ توڑنے والی اشیاء):

نواقضِ روزہ بہت زیادہ ہیں لیکن ہم یہاں بالخصوص وہی نواقض Discuss کریں گے جو Common اور بعضے جو بہت نادر ہیں۔

مفسدات و مبطلات روزہ

1. کھانا جان بوجھ کر، اختیاری (علم بھی ہو اور یاد بھی ہو)
2. پینا جان بوجھ کر، اختیاری (علم بھی ہو اور یاد بھی ہو)
3. غیر معتاد راستے سے داخل کرنا جیسے ناک سے پانی ہوتا ہوا حلق پار کر جائے
4. غذائی انجکشن اور گلوکوس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (علاج والا انجکشن سے روزہ نہیں توڑتا)
5. عمداً قئے کرنا
6. حیض

7. نفاس

8. استمناء وجماع

(استمناء: اس مسئلے میں اختلاف ہے، ابن حجر اور شیخ البانی نے کہا کہ روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ گناہ لکھا جائے گا۔ تمام المنۃ)

9. حجامہ : بعض علماء کے پاس یہ ہے کے روزہ ٹوٹتا ہے اور بعض کے پاس نہیں کیوں کہ بقول انس حجامہ سے روزہ کا ٹوتنا منسوخ ہے (: انس رضی اللہ کہتے ہیں کہ آخری امر یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے طئے کیا کہ حجامہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ صحیح بخاری)

اس پر شیخ بن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ حجامہ کرنا یا نہ کرنے کے مسئلے میں طرفین کے دلائل میں قوت ہے لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ کمزوری ہو اور روزہ توڑنے کی نوبت آتی ہو تو رات تک ٹلا دیں،

مسئلہ:

(blood donation) کا حکم بھی حجامہ کی طرح ہے۔ اگر معمولی مقدار میں ہو اور کمزوی لاحق نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کثیر مقدار میں اور کمزوری لاحق ہو گئی ہو تو احتیاطاً قضاء کرلے (ابن عثیمین)

اور ایک مسئلہ:

blood test کے لئے معمولی خون کے قطرے روزہ دار کے جسم سے نکالنا اس کو معاف کہا شیخ بن باز نے اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا

اور ایک مسئلہ

بغیر ارادہ سے نکسیر یا خون چھری سے کچھ کاٹنے کے دوران زخم لگ کر جسم سے نکل جائے

توروزہ نہین ٹوتتا کثیر مقدار میں ہی کیوں نہ ہو (ابن عثیمین / ابن باز)

نوٹ: کسی کی جان بچانے کیلئے blood donate کرنا جائز ہے مجبوری میں اور روزہ کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو روزہ توڑ بھی سکتا ہے بعد میں قضاء کرلے (ابن باز) ان شاء اللہ

10. مفسداتِ صوم میں کیا ان جیزوں کا شمار ہوتا ہے؟ : بیہوشی ،شوگر کا انجکشن، ڈائلاسس (گردے کیلئے)

نوٹ 1۔ بیہوشی جو حلق سے دوائی یا کوئی چیز جانے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ صدمہ یا اکسیڈنٹ یا جسم بر چینی سوئی کا طرز اپنا کریا علاج کا انجکشن یا سونگھ کر بیہوشی ہو تو ایسی حالت میں اگر وہ روزہ کی حالت میں کم وقت کیلے ہو تو روزہ نہیں ٹوتتا لیکن اگر دن کا غالب حصہ بے ہوش اور افطار کے بعد ہوش آیا تو روزہ قضا کرلے (این قدامۃ)

اگر کوئی رمضان بھر ہوش میں نہ رہا تو روزہ فرض ہی نہ ہوا اس لئے قضاء بھی نہیں العاقل کی شرط پر غور کیجیے

نوٹ۔2 شوگر کا انجکشن علاج کا شمار کیا گیا ہے اس لے روزہ نہیں ٹوٹتا

نوٹ۔ ڈئلاسس میں عمومی طور پر غذائی دواوں کے استعمال کی وجہ روزہ ٹوٹنے کا فتوی دیا گیا اگر کسی طریقہ میں علاج ہی کی شکل ثابت ہو اور صرف تنقیۃ الدم (خون کی صفائی) ہو طاقت یا غذا کا معنی نہ آتا ہو تو روزہ نہ ٹوٹے گا (ابن عثیمین مجموع۔20113/

11 غذا کے علاوہ کوئی بھی چیز حلق سے ڈالے جان بوجھ کر

12 غروب شمس سمجھ کر روزہ افطار کیا، جمہور کے پاس قضاء ہے بعض کے پاس نہیں

13 نیت افطار (بعض کے پاس)

14 مرتد کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے معاذ اللہ

15 شروط یا ارکان قائم نہ کرنا۔

چند متفرق مسائل

روزے کی حالت میں گندے خیالات کی وجہ سے منی کے نکلنے کا حکم:

اگر کوئی روزے دار گندے خیالات لانے کا شکار ہو یا گندی تصویریں دیکھنے یا گندے خواب دیکھنے سے منی کا خروج ہو تو اس سے اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا کیوں کہ کتاب وسنت میں اس کا روزہ باطل ہونے پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تمام المنۃ میں اس پر کافی بحث کی ہے اور اس سے متعلق کئی آثار نقل کئے ہیں، ان میں سے ایک اثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس تعلق سے سوال پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صرف جماع سے ہی روزہ ٹوٹے گا اس کے علاوہ سے کسی اور چیز سے نہیں۔

لم یدع شھوتہ سے استدلال کرتے ہوئے بعض نے روزہ ٹوٹنے کا حکم جاری کیا لیکن جو اس فتوی کے قائل ہیں انھوں نے کہا کہ یہ صریح نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس طرح کی حرکتوں میں ملوث ہوں اور اجر ضائع کریں نعوذ باللہ۔ حالانکہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں ہمیں اس طرح کی حرکت سے بدرجہ اولی اجتناب کرنا چاہئے۔

روزے کی حالت میں حجامہ کروانے کا حکم:

اگر کوئی روزے کی حالت میں حجامہ Cupping کرواتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بشرطیکہ حجامہ اس کی کمزوری کا سبب نہ بنے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ»

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے روزے کی حالت میں حجامہ کروایا۔

(الراوی: عبد اللہ بن عباس المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1939)

ہاں اگر حجامہ کروانے سے بے ہوش ہونے کا خدشہ ہے تو اس کے لئے حالتِ روزہ میں حجامہ کروانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ کچھ لوگوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ روزے کی حالت میں حجامہ کروانے کو مکروہ سمجھتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لاَ، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ»

ترجمہ: "نہیں البتہ کمزوری کے خیال سے روزے کی حالت میں حجامہ نہیں کرواتے تھے۔"

(الراوی: شعبۃ المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1940)

شیخ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو روزے کی حالت میں ٹسٹ وغیرہ کے لئے خون نکالنے کی ضرورت ہو تو وہ نکال سکتا ہے اگر خون نکالنے سے بے ہوش ہونے یا کمزور ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے خون نکالنا جائز نہیں ہے۔

بعض اہل علم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی روزے کی حالت میں "blood donate" کرتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جسم سے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

زخم یا علاج و معالجہ جیسے آپریشن وغیرہ کی وجہ سے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔
اگر روزے دار کے کان کا پردہ پھٹا ہوا نہیں ہے تو روزے کی حالت میں کان میں دوائی ڈال سکتے ہیں۔

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے کا حکم:

اگر کوئی آدمی روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالتا ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

روزے دار کے لئے تھرمامیٹر کے استعمال کا حکم:

روزے کا تعلق حلق سے ہے۔ زبان اور منہ سے نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم وضو کرتے ہوئے کلی کرتے ہیں یا ناک صاف کرتے ہیں۔ "تھرمامیٹر" زبان کے نیچے رکھا جاتا ہے اس لیے اس کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

روزے دار کے لئے endoscopy کے استعمال کا حکم: اینڈوس کوپی ایک طرح کا طبی طریق کار ہے جس میں ایک پائپ میں چھوٹا کیمرہ لگا کر اس کا ایک حصہ منہ کے ذریعہ جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے اندرونی اعضاء کا قریب سے مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس طریق علاج سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ یہ نہ جسم میں قرار پاتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی غذائیت یا قوت کی فراہمی کا سبب بنتا ہے مزید یہ کہ اس کا مقصد علاج ہوتا ہے جس سے اسلام منع نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیں علاج و معالجہ کرنے

پر ابھارتا ہے:

یا عبادَ اللهِ تداوَوْا؛ فإنَّ اللهَ لم يَضَعْ داءً إلَّا وضَعَ له شفاءً (الدرر)

ہاں البتہ اگر پائپ کو آسانی سے داخل کرنے کے لئے کوئی مواد استعمال کیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ سکتا ہے، ہمیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

روزے دار کو بے ہوش کرنے کا حکم:

اگر کسی روزے دار کو انجکشن دے کر یا کسی اور طریقے سے بے ہوش کیا جاتا ہے اور یہ بے ہوشی کچھ دیر کے لئے رہتی ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا یہ نیند کی طرح ہو گا، ہاں اگر اس سے وہ دن بھر بے ہوش رہتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اہل علم نے اسکی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے

طبی تشخیص یا آپریشن کیلیے مریض کو بے حس کئی طریقوں سے کیا جاتا ہے:

- بے حس کرنے کا ایک طریقہ جس میں ناک کے ذریعے مریض کو گیس چڑھا کر بیہوش کیا جاتا ہے۔
- چائنی طریقہ علاج آکو پنکچر کے ذریعے بے حس کرنا۔
- ٹیکے لگا کر بیہوش کرنا، اس میں بسا اوقات مخصوص عضو کو سن کیا جاتا ہے تو کبھی پورے جسم کو بے ہوش کیا جاتا ہے۔

ان تمام چیزوں کے بارے میں راجح یہی ہے کہ ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ کیونکہ ان میں

سے کوئی بھی چیز کھانا پینا نہیں ہے اور نہ ہی کھانے یا پینے میں انہیں شامل کیا جا سکتا ہے۔

❖ لیکن اگر بے ہوش کرنے والے مادے کے ساتھ غذائی انجکشن بھی لگایا گیا- جیسے کہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے- تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ یہ کھانے پینے میں شمار ہوگا۔

روزے کی حالت میں (پی. وی) شرمگاہ میں دوا ڈالنے اور انجکشن دینے کا حکم:

"پی. وی" کا مطلب ہے "پَروجائنل ایگزامینیشن "per vaginal examination یعنی عورت کی شرمگاہ میں آلات داخل کر کے جنین کو چیک کرنا۔ اس سے بھی روزے نہیں ٹوٹتا ہے۔

اسی طرح اگر مرد یا عورت کی شرمگاہ میں سیال دوا ڈالی جائے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ اس سیال دوا کی معدے تک رسائی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

عموماً پیشاب کے راستے سے طاقت والی چیز پیٹ تک پہنچائی نہیں جاتی، الا یہ کہ کوئی استثنائی صورت حال ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح "constipation" یعنی قبض کے مریض کی پیٹ کی صفائی کے لیے پیچھے کے راستے سے ایک Capsule داخل کیا جاتا ہے، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ البتہ اگر طاقت والی انجکشن آگے یا پیچھے شرمگاہ میں دی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے کی حالت میں برش کرنے کا حکم:

روزے کی حالت میں مسواک کی جاسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ پیسٹ لگا کر برش کرنے سے احتیاط برتنا چاہیئے کیونکہ پیسٹ کے ذائقے کا اثر مسواک کے اثر سے زیادہ ہوتا ہے اور ممکن ہے وہ حلق تک پہنچ جائے ابن جبرین نے کہا کہ اگر یقین ہو کہ ذائقہ یا مٹھاس کا اثر حلق پار نہیں کرے گا تو جائز ہیں کیونکہ روزہ حلق سے شروع ہوتا ہے زبان سے نہیں۔

ان ممالک میں روزے کا حکم جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے:

ایسے ممالک جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے وہاں کے باشندوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کسی قریبی ملک جہاں صبح وشام برابر ہوتی ہے اس کے حساب سے روزہ رکھیں کیونکہ نبی کریم خروجِ دجال کے وقت اندازے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے جبکہ اس وقت ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» "

ترجمہ:" دجال چالیس دن دنیا میں رہے گا ایک دن ایک سال برابر دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک جمعہ (ہفتہ) کے برابر اور بقیہ دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ ایک

دن ایک سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ایک نماز ہمارے لئے کافی ہو جائے گی
؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تم اپنے حساب سے نماز ادا کرلو۔"
(الراوی: النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2937)

رمضان المبارک کی مناسبت سے چند نصیحتیں

"رمضان المبارک ایمان کی تجدید اور غلطیوں کی اصلاح کا مہینہ:

انسان گناہوں کا پتلا ہے۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اپنی کوتاہی کے سبب عقائد و عبادات اور معاملات کے باب میں شرک و بدعت اور بد اخلاقیوں کی آمیزش کر بیٹھتا ہے چنانچہ ماہِ رمضان ان تمام معصیتوں سے تائب ہو کر اپنے آپ کو ایمان و عملِ صالح سے مزین کرنے کا اللہ کی جانب سے ایک سنہرا موقع ہے اور روزے کی فرضیت کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

(سورۃ البقرۃ: 2/183)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو

"أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ"

(سورۃ البقرۃ:2/184)

گنتی کے چند دن قرار دیا تا کہ انسان ان ایام میں اپنے ایمان کو ریفریش کر سکے کہ ایمان بھی بوسیدہ اور کمزور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الإيمان ليخلق في جوف أحدكم كما يخلق الثوب، فاسألوا الله أن يجدد الإيمان في قلوبكم"

ترجمہ:"ایمان ایسے کمزوراور بوسیدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہارا کپڑا بوسیدہ ہو جاتا ہے لہذا تم اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان کی تجدید کا سوال کرو۔"

(الراوی :عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المصدر:السلسلۃ الصحیحۃ رقم الحدیث :1585 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

رمضان المبارک میں شرک وبدعت سے اجتناب:

روزے دار اپنے آپ کو خاص کر رمضان المبارک میں شرک وبدعت سے بچائے رکھے کیونکہ یہ دنیا کا سب سے بڑا جرم ہے جو اللہ تعالی کو ذرہ برابر بھی پسند نہیں، اللہ تعالیٰ دنیا کا ہر گناہ معاف کر سکتا ہے لیکن شرک اللہ کے نزدیک ناقابلِ معافی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا"

ترجمہ:"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس

نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔"

(سورۃ النساء:4/48)

شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں:

شرک ایک ایسا سنگین گناہ ہے جس سے انسان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اللہ تعالی نے افضل الرسل حضرت محمد ﷺ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

ترجمہ:" یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔"

(سورۃ الزمر:39/65)

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ"

ترجمہ:" جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جس میں وہ میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں نے اس کو اور اس کے شرک چھوڑ دیا

(الراوی:ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:2985)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مشرک کے روزے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام میں عقیدے کی درستگی بہت اہم ہے، اسی پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو گا تو باقی سارے اعمال درست ہوں گے اگر عقیدہ خراب رہا تو باقی سارے اعمال بھی

بیکار ہیں۔ شاعر نے کہا

خشتِ اول چوں نہد معمارِ کج

تا ثریا می رود دیوارِ کج

ترجمہ: "پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی جائے تو ثریا تک بھی اگر دیوار تعمیر کی جائے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔"

آپ ﷺ کی اتباع:

رمضان میں کی جانے والی ہماری ہر عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے اورآپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہونی چاہئے تبھی وہ اللہ تعالیٰ کے پاس قابلِ قبول ہو گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ»

ترجمہ: "جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2697)

ایمان کی تازگی کے لئے دین کی بنیادی باتوں کا جاننا بھی ضروری ہے اور اس وجہ سے بھی کہ ماہِ رمضان میں انسان عام دنوں کے مقابلے میں اپنے دین سے زیادہ دلچسپی لیتا ہے، دین کی بہت ساری باتیں اور مسئلے مسائل جاننے کی کوشش کرتا ہے، لہٰذا یہ ایک سنہرا موقع ہے کہ اُنہیں ان دنوں میں دین کی کافی ساری معلومات دے دی جائیں جس سے سال بھر ان کا ایمان تازہ رہے، اسی تناظر میں کلمہ توحید لا الٰہ الّا اللہ کا

معنی، اس کے ارکان اور اس کے شرائط کا بیان آپ کے پیشِ خدمت ہے تاکہ دین کی سب سے بنیادی تعلیم، اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے بارے میں ہماری معلومات ٹھوس ہو جائیں اور ہمارے دل ودماغ میں راسخ ہو جائیں۔

لا الہ الّا اللہ کا معنی:

لا الہ اِلّا اللہ کے معنی ومفہوم کی معرفت حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسی پر اسلام کی عمارت قائم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کلمے کا علم اور اس کی جانکاری حاصل کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَاعۡلَمۡ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ"

ترجمہ:"سو (اے نبی!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(سورۃ محمد:47/19)

جبکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ بڑا عظیم کلمہ ہے اس کے تعلق سے جانکاری کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کا معنی ہے "لا معبود بحق الا اللہ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اور اس کلمے میں جو "لا" ہے وہ "special" "لا" ہے، اس کا نام لائے نفی جنس ہے۔ اس میں ہر جنس کے معبود ہونے کی ہر اعتبار سے نفی کی گئی ہے۔ یعنی زمانے کے اعتبار سے ماضی، حال اور مستقبل میں کبھی بھی اللہ کے سوا نہ کوئی معبودِ برحق تھا، نہ ہے اور نہ کبھی ہو گا۔ اور مکان کے اعتبار سے زمین و آسمان اور بحر و بر میں ہر جگہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اور اشیاء و اشخاص person کے اعتبار سے بھی انسان

حیوان، نباتات و جمادات، چاند سورج، سیارے ستارے، صنم وثن، تعویذ گنڈے، جنات اور فرشتے، انبیاء ورسل، صحابہ و تابعین، اولیائے صالحین، مکہ مکرمہ کے ۳۶۰ بت، ہنود کے سینکڑوں دیوی دیوتا، نور و ظلمت اور سارے معبودانِ باطلہ کوئی بھی لائقِ پرستش نہیں کہ معبودِ برحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی تنہا ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

لا الہ الا اللہ کے دو ارکان ہیں:

پہلا رکن: نفی (لا الہ) اس میں شرک اور تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کی گئی ہے۔

دوسرا رکن: اثبات (الا اللہ) اس میں عبادت کی تمام اقسام کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا گیا ہے۔

کیا کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا شرک ہے؟

سجدہ ایک عبادت ہے، یہ صرف اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کا کعبۃ اللہ کی طرف سجدہ رو ہونا یا حجرِ اسود کو بوسہ دینا شرک نہیں ہے کیونکہ انہیں اسی طرح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے صحابہ کرام نے کچھ دنوں تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کیں پھر قبلہ مستقلاً خانہ کعبہ کی طرف تحویل کر دیا گیا۔

سجدے کی قسمیں:

سجدے کی دو قسمیں ہیں: سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت، سجدہ تعظیمی کا حکم پرانی شریعتوں میں تھا۔ یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور ان کے بھائیوں نے انہیں یہی تعظیمی سجدہ کیا لیکن شریعتِ محمدیہ میں اس کی اجازت نہیں، سجدہ تعظیمی کا حکم اب منسوخ کر دیا گیا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ"

ترجمہ: "اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔"

(الراوی: قیس بن سعد المصدر: سنن ابی داوٗد رقم الحدیث: 2140 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

سجدہ عبادت یہ وہ سجدہ ہے جو نماز وغیرہ کے دوران کیا جاتا ہے. سجدہ کی یہ دونوں قسمیں صرف اللہ ہی کیلئے ہونی چاہئے۔

لا الہ الا اللہ کے شروط:

لا الہ الا اللہ کی کچھ شروط ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کسی نے امام ابن منبہ رحمہ اللہ سے پوچھا:

"أَلَيْسَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ مِفْتَاحُ الجَنَّةِ؟ قَالَ: «بَلَى، وَلَكِنْ لَيْسَ

مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ، فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ، وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ"

ترجمہ: "کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن ہر کنجی کے دانت ہوتے ہیں اگر دانت والی کنجی لائیں تو تالا کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا۔"

(امام بخاری نے کتاب الجنائز میں اس حدیث کو معلقا روایت کیا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلاَمِهِ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)

لا الہ الا اللہ کی کنجی کے سات دانت (شروط) ہیں، جنت میں جانے کے لئے ان کے بارے میں جاننا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور شاعر نے ان سات شروط کو ایک شعر میں بیان کیا ہے:

العلم واليقين والقبول
والإنقياد فادرِ ما أقول
والصدق والإخلاص والمحبة
وفّاقك الله لما أحبه

پہلی شرط: العلم: "لا إلهٰ إلّا الله" کے معانی ومطالب

لا الہ الا اللہ کا علم ہو یعنی کفر و شرک اور اس کے اقسام، توحید اور اس کے اقسام کے بارے میں مکمل جانکاری ہونا چاہیے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

پس جان لے کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

(سورۃ محمد 19)

دوسری شرط: الیقین:

شہادتین کا جو مدلول ہے اس پر ہمیں مکمل یقین ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا"

ترجمہ: "مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں۔" (سورۃ الحجرات: 49/15)

تیسری شرط:

القبول: شہادتین کو علم اور یقین کے ساتھ قبول {accept} کرنا بھی ضروری ہے ۔ حضرت ابو طالب کو یقین تھا لیکن انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ جہنم بنا۔

چوتھی شرط:

الانقیاد: شہادتین کو قبول کرنے کے ساتھ اس کو "فالو FOLLOW" بھی کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ"

ترجمہ: "اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے۔"

(سورۃ لقمان:22/31)

پانچویں شرط:

الصدق: آدمی شہادتین کا سچے دل سے اقرار کرے۔اور اس کو سچ سمجھنے کی ایک علامت یہ ہے کہ آدمی اس کو لوگوں کے سامنے {Present} کرے اور پھیلائے۔

چھٹی شرط:

الاِخلاص: آدمی خالص اللہ ہی کی عبادت کرے اور اپنے اعمال کو شرک کی غلاظتوں سے پاک رکھے۔

ساتویں شرط:

المحبۃ: کلمہ جن باتوں پر دلالت کرتا ہے ہمیں ان سے اور اہلِ توحید سے محبت ہونی چاہئے۔لوگ بادشاہوں اور بڑے لوگوں کے آگے جھکتے ہیں یہ ان سے محبت کی بنا پر نہیں جھکتے بلکہ یہ یا تو ان سے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا ان کی ناراضگی سے بچنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ان کے دلوں میں ان کے تعلق سے نفرت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کی عبادت سچی محبت اور خلوصِ دل سے کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک اور سائنس

کیا روزہ رکھنے سے ڈی ہائیڈریشن dehydrationاور مال نیوٹریشن malnutritionہوتا ہے؟

پہلا جواب: روزے کے تعلق سے لوگوں کی غلط فہمی:

عام طور پر روزے کے تعلق سے لوگوں کا یہ تصور ہے کہ مسلمان ماہ رمضان میں ۳۰ دن بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں۔ جبکہ بات ایسی نہیں ہے مسلمان دن میں سحری سے افطار تک ہی کھانا اور پینا چھوڑتے ہیں۔ افطار کے بعد سے سحری تک انہیں کھانے اور پینے کی اجازت ہے۔ بس timing change دی گئی ہے۔ روزہ رکھنے سے ڈی ہائیڈریشن اور مال نیوٹریشن وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا جواب: سائنس اور طب کی روشنی میں:

انسان جو غذا کھاتا ہے وہ "glucose" میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ گلوکوز خون کے ذریعے انسان کو طاقت دینے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور اگر glucose زیادہ ہو جائے تو lever اس کو اپنے پاس جمع کرتا ہے اس پورے process کو glycogen کہتے ہی۔ اور جب کبھی انسان بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو لیور میں جمع glycogen ٹوٹ کر گلوکلوز میں تبدیل ہوتا اور خون کے ذریعے انسان کو طاقت پہنچاتا ہے اور کھانے پینے کی کمی کو دور کرتا ہے اس پورے process کو glycogenesis کہتے ہیں۔ اسی طرح نارمل حالات میں انسان کے اندر "واٹر کنسرویشن میکانیزم water conservation mechanism" پایا جاتا ہے جو پانی ملنے پر انسان کو پانی فراہم کرتا ہے۔ زیادہ کھانے سے زیادہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اسلام نے کھانے پر کنٹرول control کرنے کے لئے روزہ جیسی عبادت کو فرض کیا ہے۔

روزے کے تعلق سے سائنسدانوں کی رائے:

۱۹۹۴ء میں "کساب لنکا" میں دنیا کے ۵۰ ماہر سائنسدان جمع ہوئے، اور ان سب نے اپنے تحقیقی مقالات پیش کیے، ان سب کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ روزہ رکھنے سے انسان کو "scientifically" اور "medically" کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

روزہ ڈائٹری سسٹم dietary system کی طرح ہے:

ایک انسان صحت مند رہنے کے لئے ڈائٹری سسٹم کو اپناتا ہے۔ الحمدللہ روزہ اسی سسٹم کی طرح ہے۔

موجودہ ریسرچ کے اعتبار سے روزے کے فوائد

1. زہریلے جراثیم کا خاتمہ:

روزے دار سحری سے افطاری تک کھانا اور پینا چھوڑ دیتا ہے جس کی وجہ سے کئی ٹاکسنس TOXIC (زہریلے مادے) ہمارے پیٹ میں جمع نہیں ہوتے اور مزید یہ کہ روزے رکھنے سے پہلے جو زہریلے مادے جمع ہوئے ہیں روزے کے سبب انہیں ختم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

اور روزہ رکھنے سے آدمی کے اندر "امیونیٹی" سسٹم بڑھ جاتا ہے یعنی بیماریوں اور مضر جراثیم سے لڑنے کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ "ایڈس" میں "ٹی سلس T cells" کا حملہ زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان کا امیونیٹی سسٹم immunity system کمزور

پڑ جاتا ہے۔ لیکن روزہ امیونیٹی سسٹم کو مضبوط کرتا ہے۔

2: صحتمندی:

انسانی صحت پر کھانے پینے سے مرتب ہونے والے اثرات پر جانوروں کے ذریعے ایک تحقیق کی گئی، کچھ جانوروں کو مسلسل زیادہ کھلایا پلایا گیا۔اور کچھ جانوروں کو مناسب مقدار میں وقفے وقفے سے کھلایا پلایا گیا۔جن جانوروں کو زیادہ خوراک دی گئی وہ جلد مر گئے اور جن جانوروں کو مناسب مقدار میں وقفے وقفے سے کھلایا پلایا گیا وہ زیادہ دن تک زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"

ترجمہ:"اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔

(سورۃ الاعراف:7/31)

ویسے موت وحیات کا مالک اللہ رب العالمین ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسباب بھی پیدا فرمائے جنہیں اپنانا بے حد ضروری ہے۔ ہم گیارہ مہینے کھاتے اور پیتے ہیں لیکن رمضان میں ایک ماہ اپنے معدے کو Rest دیں تاکہ ہماری صحت اچھی رہے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اسلام میں بیماروں کے لئے رخصت:

آج کی ریسرچ کہتی ہے کہ ہائی لیول ''diabetic insulin base'' مریض کے حق میں روزہ رکھنا نقصان دہ ہے۔چونکہ اسلام دینِ سہل ہے اس لئے اللہ کی جانب سے ایسے مریضوں کو رخصت دی گئی البتہ روزے کی اہمیت کے پیش نظر صحتیابی کے بعد انہیں قضا کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ:"تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

اگر وہ صحت یاب نہ ہو سکیں تو انہیں روزے کے عوض فدیہ دینے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ"

ترجمہ:"اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔"

(سورۃ البقرۃ:2/184)

مسلمان "عبد اللہ" ہے "عبد الدنیا والدرھم" نہیں ہے:

مسلمان عبادت صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے۔ اور وہ روزہ بھی صرف اللہ ہی کے لئے رکھتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس کی تخلیق کا مقصد صرف اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

(سورۃ الذاریات:56/51)

اور سورۃ انبیاء میں فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ"

ترجمہ:"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔"

(سورۃ الانبیاء:25/21)

ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس عبادت سے اگر ذیلی فائدہ ملتا ہے تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے، اسلام ہمیں اس سے نہیں روکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم پھل حاصل کرنے کے مقصد سے درخت لگائیں اور ہمیں پھل کے ساتھ اس درخت کا سایہ بھی ملے تو یہ سونے پر سہاگہ ہے، ہم بخوشی اس کا استعمال کریں گے۔

روزے کے سماجی فائدے:

روزہ کے "سوشل بینیفٹس" بہت زیادہ ہیں۔ محض کھانے پینے سے رک جانے کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو گناہوں اور بری عادتوں سے روکنے کا نام روزہ ہے۔ آپ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

" مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ "

ترجمہ:"جو روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس پر عمل کرے اللہ کے لئے کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا اور پینا چھوڑے۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 1903)

روزے دار روزے کی حالت میں جھوٹ، غیبت و چغلی، گالی گلوچ، ظلم و زیادتی، اور سگریٹ، شراب، جوا جیسی بری چیزوں سے مکمل اجتناب کرتا ہے اور مسلسل نیک اعمال کرنے اور اچھی عادتیں اپنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ رمضان کا مہینہ ماہِ انقلاب ہے، رب کی رحمت سے قریب ہونے سے زندگیاں سنور جاتی ہیں، حقیقتِ امر ہے کہ کئی لوگ اس ماہِ مبارک میں گناہوں اور بری عادتوں کو اپنے دامن سے ایسے جھاڑ کر اٹھے پھر زندگی میں کبھی اس کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔

ایک سائنٹسٹ کی رپورٹس بتلاتی ہیں کہ اگر کسی کو مسلسل ۳۰ تیس دن تک کسی کام کو نہ کرنے کے لئے پروگرام کیا جائے تو بعد میں یہ چیز اس کی عادت بن جاتی ہے ۔رمضان میں روزے فرض کر کے مسلمانوں کو پروگرام کیا جارہا ہے کہ وہ اگلے گیارہ مہینے گناہوں اور بری عادتوں سے بچے رہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں اور اچھے کاموں میں مصروف رہیں تاکہ معاشرے میں ایک پر امن فضا قائم ہو۔

روزے کے psychological فائدے:

انسان جسم اور روح کا مجموعہ (COMBINATION) ہے۔ ایک اچھی اور پر سکون زندگی گذارنے کے لئے ان دونوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ انسانی جسم کا تعلق دنیوی اشیاء سے ہے، یہ دنیوی غذا جیسے چاول روٹی، ترکاری گوشت اور میوے وغیرہ سے پھلتا پھولتا ہے۔ انسانی جسم کی طرح انسانی روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ چونکہ روح (دل) کا تعلق اللہ سے ہے اس لیے اس کی غذا بھی اللہ کے کلام قرآن اور صحیح احادیث میں موجود ہے۔ انسان عوماجسمانی غذا کا بڑا خیال رکھتا ہے لیکن وہ روحانی غذا کا خیال نہیں رکھتا جس کی وجہ سے وہ depression کا شکار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"

ترجمہ:"جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔"

(سورۃ الرعد:13/28)

رمضان کا مہینہ انسانی روح کو غذا فراہم کرنے کا مہینہ ہے، نماز، روزہ، تلاوتِ قرآنِ مجید اور ذکر و اذکار کے ذریعے دل کو سکون پہنچانے اور روح کو تر و تازہ رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوششیں کرنی چاہیے۔

قرآنِ مجید کی عظمت:

قرآن مجید اللہ رب العالمین کی عظیم کتاب ہے جس میں متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ"

ترجمہ:"اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/2)

یہ بڑی Powerful کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ "

ترجمہ:"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

(سورۃ الحشر:59/21)

سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

"إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا"

ترجمہ:"ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن

سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم و جاہل ہے۔"

(سورۃ الاحزاب:33/72)

رمضان المبارک اور قرآن مجید:

رمضان المبارک اور قرآنِ مجید کا رشتہ بڑا گہرا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو رمضان المبارک میں نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ: "ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کر لو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

رمضان المبارک میں بھی ایسی مبارک رات کا انتخاب فرمایاجو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ[1] وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ[2] لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ[3] تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ[4] سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

ترجمہ:"یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا[1]تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟[2]شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے[3]اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں[4] یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)

(سورۃ القدر:5-1/97)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک میں پورے قرآن کا دورہ کرتے تھے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ»

ترجمہ:"آپ ﷺ ہر سال (رمضان میں) ایک مرتبہ قرآن کا دورہ کرتے تھے جس سال آپ کی وفات ہوئی آپ نے دو مرتبہ دورہ کیا اور ہر سال دس

دن کا اعتکاف کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔"

(الراوی: ابو هريرة رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4998)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی میں نازل کیا اور یہ ایسی زبان ہے جس کو ہر کوئی آسانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ ہر زبان کے جاننے والے قرآن کے حافظ ہیں۔ جبکہ دوسری زبانوں کا معاملہ ایسا نہیں ہے اگر کسی کو ٹمل آتی ہے تو اسے اردو بولنے میں کافی دشواری ہوتی ہے اور اردو والوں کو ٹمل یا ملیالم بولنا پہاڑ لگتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت قرآن مجید کی وجہ سے ہے رمضان کا مہینہ قرآن کا مہینہ ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس ماہِ مبارک میں بکثرت قرآن کی تلاوت کریں اس میں غور و فکر کریں اور اس کے مطابق عمل کر کے اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

آپ ﷺ کا صحابہ کرام سے قرآن سننا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صحابہ کرام سے قرآن سنا کرتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْرَأْ عَلَيَّ» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ، قَالَ: «نَعَمْ» فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الآيَةِ: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلاَءِ شَهِيدًا} [النساء: 41]

، قَالَ: «حَسْبُكَ الآنَ» فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ"

ترجمہ:"ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھے کچھ قرآن پڑھ کر سناؤ"، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں آپ کو کیا پڑھ کر سناؤں گا، آپ پر تو اترا ہی ہے، فرمایا: ہاں، پس میں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی، پڑھتے پڑھتے جب میں نے اس آیت "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" (4:النساء:41) کی تلاوت کی تو آپ نے فرمایا بس کرو میں نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔"

(الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5050)

لفظِ انزال اور لفظِ تنزیل میں فرق:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے لئے انزال اور تنزیل دونوں لفظ کا استعمال کیا ہے، انزال کا مطلب ہے ایکبارگی اتارنا اور تنزیل کا مطلب تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظِ انزال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ"

ترجمہ: "یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔"

(سورۃ القدر:-1/97)

یعنی اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے دنیوی آسمان پر یکبارگی قرآن مجید کو نازل کیا۔

اسی طرح لفظِ تنزیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"انَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّكرَ وَإِنَّا لَهُ لَحافِظُونَ"

ترجمہ:" ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

(سورۃ الحجر:15/9)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو بیت العزۃ سے ۲۳ سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت:

قرآنِ مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العالمین نے لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّكرَ وَإِنَّا لَهُ لَحافِظُونَ"

ترجمہ:" ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

(سورۃ الحجر:15/9)

اور سورۃ القیامۃ میں فرمایا:

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (16) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (17) فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ (18) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ"

ترجمہ:"(اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں[16] اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ

ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں[18] پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔"

(سورۃ القیامۃ:75/19-16)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی دنیا اور آسمان دونوں جگہ مکمل طور پر حفاظت کی ہے۔ یہ آسمان میں لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ[21] فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ"

ترجمہ:"بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا، لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)"

(سورۃ البروج:22-21/85)

اور جب کبھی جنات وشیاطین نے اس سے کچھ چرانے کی کوشش کی تو اللہ انہیں شہابِ ثاقب کے ذریعے بھگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا[8] وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا "

ترجمہ:"اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا، اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔"

(سورۃ الجن:9-8/72)

اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کے ذریعے محمد ﷺ کے دل پر نازل

کیا۔اس کے بعد صحابہ اور تابعین نے اس کی مکمل حفاظت کی۔ اس کا تفصیلی ذکر علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "الاتقان في علوم القرآن" اور امام زرکشی کی "البرهان في علوم القرآن" میں سند کے ساتھ موجود ہے۔

دنیا میں حفظِ قرآن کا ایک عظیم مظہر: حضرت ابو بکر رضی اللہ کے دور میں جمع وتدوینِ قرآن:

حضرت ابو بکر رضی اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن مجید کو جمع کیا حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں:

«أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ اليَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عِنْدَهُ» ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ القَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ اليَمَامَةِ بِقُرَّاءِ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ القَتْلُ بِالقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ لِعُمَرَ: «كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ، «فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ» ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، «فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ» ، قُلْتُ: «كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» ، قَالَ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ،

" فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَتَتَبَّعْتُ القُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ العُسُبِ وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ} [التوبة: 128] حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"

ترجمہ:"حضرت ابو بکر نے جنگِ یمامہ سے مجھے بلا بھیجا اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے بہت سے قاری شہید ہو گئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اس طرح دوسری جنگوں میں بھی قرآن کے قراء شہید ہو جائیں اور قرآن جاننے والوں کی بڑی تعداد ختم ہو جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ آپ ایسا کام کیسے کرسکتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا؟۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ کارِ خیر ہے ۔عمر یہ بات بار بار دہراتے رہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا۔ اب میری وہی رائے ہے جو عمر کی ہے، زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا آپ جوان اور علقمند آدمی ہیں اور ہم آپ کو اس معاملہ میں متہم بھی نہیں کرسکتے اور آپ اللہ کے رسول ﷺ کی وحی لکھتے تھے اس لئے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور

محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کریں۔ اللہ کی قسم اگر یہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ کام میرے لئے اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآنِ مجید جمع کردوں۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا کام کیسے کرسکتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا؟۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ کارِ خیر ہے۔ ابو بکر یہ بات بار بار دہراتے رہے آخر کار ان کی اور عمر کی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآنِ مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کردی اور قرآنِ مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں پتلے پتھروں سے (جن پر قرآن لکھا گیا تھا) اور لوگوں کی سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا سورۃ التوبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں تھیں: لقد جاء کم رسول۔۔۔سے سورۃ التوبہ کے خاتمے تک۔ جمع کے بعد قرآن کا یہ صحیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھا پھر ان کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔"

(الراوی: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:4986)

کسی شاعر نے کہا

تغیر ہو گیا سارے مذاہب کے کتابوں میں
ٹلا نہ ہرگز ایک شوشہ بھی کلامِ الٰہی کا

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں وہ ہم سب کو قرآن مجید کو سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل

کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کے شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں۔

http://www.youtube.com/watch?v=c32_g-jGq5Al0

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دروس رمضان 16 تا 19

دین کے تین درجات اور دعا کا ماہِ رمضان سے گہرا تعلق

التمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک کے پُرسعادت ایام کا دین کے ارکان اور اس کے مراتب سے گہرا تعلق ہے، جس کی معرفت یوں بھی ضروری ہے کہ ہمیں ان مبارک ایام میں دین کے اعلی مراتب پر فائز ہونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش اور دعا کرنی چاہیے۔

دین کے مراتب

دین کے تین مراتب ہیں: اسلام، ایمان اور احسان۔

اسلام کے پانچ ارکان ہیں: شہادتین کا اقرار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بشرطِ استطاعت حج کرنا۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں: اللہ پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔

ان ساری تفصیلات کو اللہ کے رسول ﷺ نے حدیثِ جبرئیل میں بیان کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ» "

ترجمہ:"ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت ہی سفید تھے اور بال بہت ہی کالے تھے اس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے اور ہم میں کا کوئی اسے نہیں پہچانتا تھا وہ آکر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملایا اور

اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے زانوں پر رکھا اور کہا اے محمد مجھے اسلام کے بارے بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم شہادتین کا اقرار کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو حج کرو۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا ہمیں اس پر تعجب ہوا وہ خود آپ ﷺ سے پوچھتا اور خود آپ ﷺ کی تصدیق کرتا۔ اس نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر اللہ کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر ،اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا. اس نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا: مسئول سے زیادہ سائل جانتا ہے اس نے کہا مجھے علامات بتا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی تم دیکھو گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، محتاج، بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہوں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں وہ سائل چلا گیا۔ میں تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا اے عمر تمہیں معلوم ہے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرئیل تھے وہ تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔"

(الراوی: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ, المصدر: صحیح مسلم, رقم الحدیث: 8)

اسلام کے پانچ ارکان اور رمضان المبارک:

توحید اور رمضان: رمضان المبارک میں بندے کی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے بالخصوص بندہ اللہ کے لیے روزہ رکھتا ہے، بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے، موقع ملنے پر بھی وہ چھپ چھپا کر اپنی بھوک پیاس نہیں مٹاتا بلکہ وہ پوری سچائی سے روزہ مکمل کرتا ہے، اس تصور کے ساتھ کہ اللہ تعالی سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اور وہ نگران اور باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِالۡعِبَادِ"

ترجمہ: "اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ بھال رہا ہے۔"

(سورۃ آل عمران: 20/3)

اور سورۃ النساء میں فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبًا"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

(سورۃ النساء: 1/4)

نیز ایک بندہء مومن روزے کا ویسے ہی اہتمام کرتا ہے جیسے آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی اپنے من مانی طریقے پر روزہ رکھنا چاہے تو اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردود ہو گا اور اس کا یہ عمل "شرک فی الرسالۃ" شمار ہو گا۔

نماز اور رمضان: نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے، اس کو ادا کرنے سے انسان کی بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ"

ترجمہ:"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، اللہ تعالی صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/153)

نماز کا رمضان المبارک سے بڑا گہرا تعلق ہے کہ یہ اللہ کو یاد کرنے کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي"

ترجمہ:"اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔"

(سورۃ طٰہٰ:20/14)

اس ماہ میں ایک عام مسلمان بھی پابندِ شرع ہو کر بکثرت سنن ونوافل کا اہتمام کرتا ہے۔ تراویح پڑھتا قیام اللیل کی بھی پابندی کرتا ہے۔ سنن ونوافل کے قرآن وحدیث میں بہت سارے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ سنتِ مؤکدہ کے تعلق سے آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الفَجْرِ ".

ترجمہ:"جو کوئی دن میں بارہ رکعت کی پابندی کرے گا۔ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت، بعد میں دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت۔ (اگر کوئی ان بارہ رکعت سنتوں کا اہتمام

کرتا رہے گا) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنادے گا۔"

(الراوی: عائشہ رضی اللہ عنھا المصدر: الترمذی, رقم الحدیث: ۴۱۴ خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

تراویح کی فضلیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ قَامَ رَمَضَانَ – إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا – غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ".

ترجمہ:"جس کسی نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام اللیل کیا اللہ تعالی اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کردے گا۔"

(الرای: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ, المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:759)

تہجد کی فضیلت بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ"

ترجمہ:"فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے۔"

(الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:1163)

حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ

وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ»"

ترجمہ:"میں ایک رات نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ گزارا اور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وضو اور حاجت کے لئے پانی لا کر دیتا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: مجھ سے مانگو میں نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور؟ میں نے کہا نہیں بس یہی. آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم اپنے لئے کثرتِ سجود (نماز) کے ذریعہ میری مدد کرو۔"

(الراوی: ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ, المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 489)

زکوٰۃ اور رمضان: زکوۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے، جس کے دنیوی واخروی فوائد ہیں، اس کو ادا کرنے سے انسان کا مال پاک وصاف ہوتا ہے اور اس سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اکثر مسلمان رمضان المبارک میں زکاۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہی۔ کیونکہ یہ نیکیوں کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں کیے گئے اعمال کا ثواب عام دنوں سے بڑھ کر ہے۔

رمضان کے مہینے میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ فرضیت سے پہلے زکوۃ ادا کرنا جائز ہے لیکن فرضیت کے بعد تاخیر کرنا درست نہیں ہے یعنی اگر کسی پر زکوۃ فرض ہونے کے لئے دو یا تین ماہ باقی ہوں تو وہ قبل از وقت اس کی ادائیگی کر سکتا ہے۔ لیکن جس پر رمضان سے پہلے ہی زکوٰۃ فرض ہو گئی ہو وہ رمضان کے

انتظار میں نہ بیٹھے بلکہ جس ماہ اس پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہے وہ اسی ماہ اسے ادا کرنے کی کوشش کرے۔

روزہ اور رمضان: روزہ رمضان المبارک کی خاص عبادت ہے۔ اور اس ماہ میں روزہ رکھنا ہر اس بندے پر فرض ہے جو شرعی اعتبار سے روزہ رکھنے کا قابل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا:

" فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ "

ترجمہ: "تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

حج اور رمضان: فریضہ حج ذی الحجہ کے مہینے میں ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"أَنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً "

ترجمہ: "بے شک رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔"

(الراوي أم معقل الاسدية المصدر: صحيح ابن خزيمة رقم الحديث :3075 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

ایمان کے ارکان اور رمضان:

اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان اور رمضان: رمضان کا ایمان کے چھ ارکان سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے وہی رمضان کی عبادتوں کو صحیح طریقے سے انجام دیتا ہے۔ اسلام کا تعلق ظاہری چیزوں سے ہے اور ایمان کا تعلق باطنی

امور ہے۔

اللہ کی کتابوں پر ایمان اور رمضان: ایمان بالکتب کا رمضان سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اکثر آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل فرمائیں۔

رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کا نزول: رمضان المبارک اور قرآنِ مجید کا رشتہ بڑا گہرا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو رمضان المبارک میں نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

ترجمہ: "ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔"

(سورۃ البقرۃ:2/185)

رمضان المبارک میں دیگر آسمانی کتابوں اور صحفِ ابراہیم کا نزول: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں اور صحفِ ابرہیم کو اسی ماہِ مبارک میں اتارا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"أنزلت صحف إبراهيم أول ليلة من رمضان، وأنزلت التوراة لست مضين من رمضان، وأنزل الإنجيل لثلاث عشرة ليلة خلت من رمضان، وأنزل الزبور لثمان عشرة خلت من رمضان، وأنزل القرآن لأربع وعشرين خلت من رمضان "

ترجمہ:"صحفِ ابراہیم رمضان کی پہلی رات، تورات رمضان کی چھٹی رات ،انجیل رمضان کی تیرھویں رات، زبور رمضان کی اٹھارویں رات، اور قرآن مجید کو چوبیسویں رات کو نازل کیا گیا۔"

(الراوی: واثلہ بن اسقع, المصدر: السلسلۃ الصحیحۃ رقم الحدیث: 1575 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

بعض مفسرین نے کہا کہ موسی علیہ السلام کو اسی ماہِ مبارک میں کوہِ طور پر تختیاں دی گئیں۔ مذکورہ آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ اکثر انبیاء ورسل کی نبوت ورسالت کا آغاز اسی ماہِ مبارک سے ہوا۔ اور اللہ تعالی نے لوگوں کو جہالت وضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانے کے لئے اسی ماہِ مبارک کا انتخاب کیا۔

آخرت پر ایمان اور رمضان: انسان دیگر ایام اور خاص کر رمضان المبارک میں نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے تاکہ اسکی اخروی زندگی کامیاب ہو جائے، وہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ[6] فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ[7] وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ[8] فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ[9] وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ[10] نَارٌ

حَامِيَةٌ

ترجمہ: "پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے [6] وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا [7] اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے [8] اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے [9] تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے [10] وہ تند و تیز آگ ہے۔"

(سورۃ القارعۃ: 11-6/101)

تقدیر اور فرشتوں پر ایمان اور رمضان: رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں سال بھر کی تقدیریں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ[3] فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ[4]أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ"

ترجمہ: "یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں [3] اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے [4] ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔"

(سورۃ الدخان: 5-3/44)

سورۃ القدر میں فرمایا:

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ[1] وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ[2] لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ[3] تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ[4] سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا [1] تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟

[2] شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے [3] اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں [4] یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)

(سورۃ القدر:5-1/97)

احسان اور رمضان:

احسان کا مطلب ہے ہر عبادت کو اکمل اور احسن طریقے سے ادا کرنا۔ یعنی انتہائی خلوص اور خشوع و خضوع کے ساتھ اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا۔ یہ دین کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ رمضان میں ہر بندہ اپنی عبادت کو احسن طریقے سے انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔

رمضان اور دعا:

دعا ایک اہم ترین عبادت ہے۔ اور اس کا رمضان سے بڑا گہرا تعلق ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے روزے کے ذکر کے فوری بعد دعا کا ذکر فرمایا:

" وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ"

ترجمہ: "جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ

مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لیئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:186/2)

دعا ہی اصل عبادت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"«الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ»"

ترجمہ:"دعا ہی عبادت ہے۔"

(الراوی: نعمان بن بشیر المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث:2969 خلاصۃ حکم الحدیث : صحیح)

جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے اللہ ان سے بہت ناراض ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ"

ترجمہ:"اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔"

(سورۃ الغافر:60/40)

اللہ کا بندوں سے قریب ہونے کا مطلب:

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے علم اور قدرت کے ساتھ بندوں سے قریب ہے لیکن اللہ کی ذات ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"الرَّحۡمَنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوَى"

ترجمہ: "جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔"

(سورۃ طٰہٰ: 5/20)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول:

امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من قَالَ لَا اعرف رَبِّي فِي السَّمَاء اَوْ فِي الأَرْض فقد كفر وَكَذَا من قَالَ إِنَّه على الْعَرْش وَلَا ادري الْعَرْش أَفِي السَّمَاء اَوْ فِي الأَرْض"

ترجمہ: "جس کسی نے یہ کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالی آسمان میں ہے یا زمین میں بے شک اس نے کفر کیا اور اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں اس نے کفر کیا۔"

(الفقہ الاکبر لابی حنیفۃ رحمہ اللہ باب اثبات العلو)

کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے:

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ عقیدہ رکھنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اللہ کی شان اس سے کہیں زیادہ اونچی ہے۔ کسی نے آج تک اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ حضرت موسی علیہ السلام اللہ نے دیکھنے کی خواہش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک جھلک بھی برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش

ہو کر گر پڑے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ"

ترجمہ:" اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا، بے شک آپ کی ذات مُنزہ ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔"

(سورۃ الاعراف:143/7)

مختصر العلو میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے بہت سی روایات جمع کی ہیں جن کے اندر بتایا کہ اگر اس روشنی کی مقدار تھوڑی اور بڑھا دی جاتی تو زمین کی سطح جل کر راکھ ہو جاتی۔

اللہ کی صفات کے تعلق سے ہمارا عقیدہ:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اسماء وصفات ہیں لیکن ہمارے جیسے نہیں ہیں: "سمیع لاکسمعنا بصیر لاکبصرنا یلیق بشأنہ وجلالہ "ترجمہ:"وہ سنتا ہے لیکن ہماری طرح نہیں ،وہ دیکھتا ہے لیکن ہماری طرح نہیں، (اس کا سننا اور دیکھنا) اس کی اپنی شان کے مطابق ہے۔" اسی طرح اس کی ذاتی صفات بھی ہماری طرح نہیں ہے:"ید لاکیدنا تلیق بجلالہ" ترجمہ:"اسکی شان اور جلالت کے مطابق اس کے ہاتھ ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث میں وارد اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر بلا تشبیہ وتعطیل اور تحریف وتکئیف ایمان رکھنا چاہیے۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے استواء کے تعلق سے فرمایا:"الاستواء معلوم والكيف مجهول والسؤال عنه بدعة والايمان به واجب"ترجمہ:"استواء معلوم ہے لیکن اسکی کیفیت نامعلوم ہے، اس کے تعلق سے سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔"

(فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ:5/144)

یہی معاملہ اللہ تعالی کی ہر صفت کے ساتھ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے معبودِ حقیقی ہونے کے دس اسباب آیۃ الکرسی کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے آیۃ الکرسی میں اپنا بہترین تعارف کروایا ہے اور اپنے معبودِ حقیقی ہونے کے

دس اسباب بیان کئے ہیں کہ تمام مخلوقات کا معبودِ برحق صرف اور صرف اللہ ہی ہے اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

پہلا سبب:

"الْحَيُّ ":یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اس کی ذات ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس کے سوا ساری کائنات فانی ہے، ہر ایک کو مرنا اور ختم ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ "

ترجمہ:"زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔"

(سورۃ الرحمٰن:55/26)

دوسرا سبب:

"الْقَيُّومُ":یعنی وہ خود سے پوری کائنات کو چلانے والا ہے، اس کو چلانے کے لئے وہ کسی پر منحصر نہیں ہے۔ اور ساری کائنات اسی سے قائم ہے۔

تیسرا سبب:

"لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ":یعنی اللہ کو نیند تو دور کی بات اونگھ تک نہیں آتی ہے۔ وہ ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے وہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر ایک کی فریاد سنتا اور پوری کرتا ہے۔ اس نے مچھلی کے پیٹ میں کئی گئی یونس علیہ السلام کی دعا کو سن لیا۔

چوتھا سبب:

"لَّهُ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ":یعنی آسمان اور زمین کی ساری ملکیت اسی کی ہے۔مثال کے طور اگر کسی نے آپ سے کوئی چیز مانگی تو اس چیز کو دینے کے لئے اسچیز کا آپکی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔ یہ کائنات ساری اللہ کی ملکیت ہے وہ جس کسی کو جب چاہے اور جیسے چاہے عطا کر سکتا ہے۔

پانچواں سبب:

"مَن ذَاالَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ":یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔اللہ تعالیٰ بہت Powrful ہے۔سارے دنیوی واخروی امور کی ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

چھٹا سبب:

"يَعْلَمُ مَابَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَاخَلْفَهُمْ":یعنی اللہ تعالیٰ کو آگے اور پیچھے ہر چیز کا علم ہے ۔وہ مخلوقات کے ماضی حال اور مستقبل کا مکمل علم رکھتا ہے۔ ممکن ہے انسان گناہ کے بعد خود اپنے گناہوں کو بھول جائے اور نیکی کر کے خود اپنی نیکی بھول جائے لیکن اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم رہتا ہے:

" لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى"

ترجمہ:"نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔"

(سورۃ طٰہٰ:20/52)

ساتواں سبب:

"وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ":یعنی سب مل کر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے البتہ وہ اپنے مخلوقات میں جسے چاہے اور جتنا چاہے علم دے سکتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام پر توراۃ,عیسی علیہ السلام پر انجیل,داؤد علیہ السلام پر زبور اور محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا۔

آٹھواں سبب:

"وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ":یعنی اللہ کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا:

«يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ، وَفَضْلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلَى تِلْكَ الْحَلْقَةِ»

ترجمہ:"اے ابوذر کرسی کے مقابلے میں ساتوں آسمان وزمین اس کڑے کی طرح ہے جسے کسی چٹیل میدان میں پھینکا گیا ہے اور عرش کے مقابلے میں کرسی کی مثال اس کڑے کی طرح ہے جو چٹیل میدان پھینکا گیا ہے۔"

(المصدر:الأسماء والصفات للبيهقي،الراوی:ابوذر رضي اللہ عنہ،رقم الحديث:861،حکم الحديث: صحيح)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔اللہ کی

ایک مخلوق کرسی اگر آسمانوں اور زمین میں نہیں سما سکتی تو کیسے اللہ تعالیٰ کا وجود ہر طرف ہو سکتا ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق یہ کرسی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قدم رکھنے کی جگہ ہے۔

نواں سبب:

"وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا": یعنی زمین و آسمان کو سنبھالنے اور اس کی حفاظت میں وہ تھکتا نہیں ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کی دیکھ بھال اور حفاظت اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں اور عظمتوں والا ہے۔

دسواں سبب:

"وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ": یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہر اعتبار سے بلند اور عظمتوں والی ہے۔

دعا مانگنے والے کو اگر اللہ کی ذات کا صحیح تعارف ہو جائے تو اس کی دعا میں ایمان ویقین کے ساتھ صحیح طریقے سے دعا کر سکے گا نیز اس کی دعا شرک اور بدعات وخرافات کی گندگیوں سے پاک رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لئے ناجائز وسیلے کی ضرورت نہیں ہے:

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے کسی نبی یا ولی یا بزرگ کے وسیلے کی ضرورت نہیں ہے ، اللہ بڑی طاقتوں والا ہے وہ اپنے علم اور قدرت کے ساتھ ہر بندے سے قریب ہے۔ وہ

بندوں کی دعاڈائرکٹ سن لیتا ہے۔ شیطان نے براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سنی اور قبول بھی فرمائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ[14] قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ"

ترجمہ:"اس نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک[14]اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی۔"

(سورۃ الاعراف:15-14/7)

دعا کے آداب

قرآن وحدیث میں دعا کے کئی آداب کی جانب رہنمائی کی گئی ہے اگر ہم دعا کرتے ہوئے ان آداب کا لحاظ رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو جلد شرفِ قبولیت سے نوازیں گے۔

پہلا ادب: اخلاص اور اتباعِ رسول:

کسی بھی عبادت کی قبولیت کے لیے اخلاص اور اتباعِ رسول ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ "

ترجمہ:"انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم

رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔"

(سورۃ البینۃ:98/5)

اور آپ ﷺ نے اتباع کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ»

ترجمہ:"جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔"

(الراوی:ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث:2697)

دوسرا ادب: اکلِ حرام سے اجتناب:

مالِ حرام دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہے، اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حرام کمائی سے اپنے آپ کو بچائے رکھے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} [المؤمنون: 51] وَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ} [البقرة: 172] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى

يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟"

ترجمہ:"لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسول کو دیا ہے کہ اے رسولو! پاک چیز کھاؤ اور نیک کام کرو میں تمہارے اعمال کو جاننے والا ہوں. اور فرمایا: اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ بالوں والا غبار آلود چہرے والا ہے وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر اے رب، اے رب کہتا ہے، لیکن اس کا کھانا پینا پہننا, اور اس کی غذا حرام کی ہے کیسے اس کی دعا قبول کی جائے گی۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 1015)

تیسرا ادب: باوضو ہو کر دعا کرنا:

دعا ایک عبادت ہے گو کہ اس سے قبل وضوء کرنا لازم نہیں ہے البتہ بتقاضائے ادب مستحب ہے۔

چوتھا ادب: قبلہ رخ ہونا:

دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ قبلے کی طرف رخ کر کے دعا کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ کفارِ قریش کو بددعا کرتے وقت آپ نے اپنا چہرہ قبلے کی جانب پھیر رکھا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكَعْبَةَ، " فَدَعَا عَلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ: عَلَى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ "

ترجمہ:" اللہ کے رسول ﷺ کعبہ کا رخ کیا اور قریش کی ایک جماعت شیبہ بن ربیعہ عتبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ اور ابو جہل پر بددعا کی۔"

(الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:3960)

قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے کیونکہ امام بخاری نے ایک اور باب باندھا قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر دعا کرنے کا بیان۔ اس میں انہوں نے اس دعا کو ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ نے استسقاء کے لئے کی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ دعا منبر پر کئے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ قبلے کے بجائے لوگوں کی طرف تھا۔

پانچواں ادب: اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور آپ ﷺ پر درود بھیجنا:

بندہ جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور آپ ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَجِلْتَ أَيُّهَا المُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ» "

ترجمہ: "ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا نماز پڑھا۔ پھر کہا اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان تعریف کر اور مجھ پر درود بھیج پھر اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کر۔"

(الراوی: فضالہ بن عبید المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 3476 خلاصۃ حکم الحدیث : صحیح)

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«كل دعاء محجوب حتى يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم»

ترجمہ: "ہر دعا روک دی جاتی ہے یہاں تک آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔"

(الراوی :انس بن مالک رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح الجامع الصغیر رقم الحدیث: 4523 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

چھٹا ادب: استغفار کرنا:

دعا کرنے سے قبل اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں نوح علیہ السلام کی زبانی استغفار کا حکم اور اس کے فوائد بتاتے ہوئے فرمایا:

" فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

مِدْرَارًا[11] وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا "

ترجمہ:"اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ(اور معافی مانگو)وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا[11]اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔"

(سورۃ نوح:12-10/71)

ساتواں ادب: گناہ کے تعلق سے دعا نہ کرنا:

دعا کے آداب میں یہ بھی ہے کہ بندہ قطعِ رحمی اور گناہ کے تعلق سے دعا نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ»

ترجمہ:"بندے کی دعا قبول ہوتی رہے گی جب تک وہ گناہ اور قطعِ رحمی کی دعا نہ کرے۔"

(الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:2735 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آٹھواں ادب: دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرنا:

بندہ دعا کرنے کے بعد اس کی قبولیت کے لئے جلد بازی نہ کرے ورنہ اس کی دعا قبول نہیں ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ»

ترجمہ: "بندے کی دعا قبول ہوتی رہے گی جب تک وہ گناہ اور قطعِ رحمی کی دعا نہ کرے اور قبولیت کے لئے جلد بازی نہ کرے۔"

(الراوی: ابو هريرة رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 2735)

نواں ادب: دعا میں ناممکن اور بے کار چیزیں مانگنے سے اجتناب کرنا:

بندہ دعا میں بے کار اور ناممکن چیزیں نہ مانگے مثلاً کسی کا یہ دعا مانگنا کہ اے اللہ میرے اندر معجزات پیدا کر، اے اللہ میرے اندر ایسی طاقت دے کہ میں گھنٹوں کا سفر سکنڈوں میں طے کرلوں یا یہ مانگنا کہ اے اللہ مجھے بادشاہ بنادے۔

دسواں ادب: دعا میں افضل اور اعلی چیزیں مانگنا:

بندہ دعا میں افضل اور اعلی چیزیں مانگے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مانگا:

"قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ"

ترجمہ: "کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔"

(سورۃ ص: 38/35)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ "

ترجمہ:"جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو بے شک وہ جنت کا سب سے افضل اور اعلی درجہ ہے۔"

(الراوی:ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری،رقم الحدیث:2790)

حضرتِ سلیمان علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔اور انہیں چرند پرند ہوا انسان جنات وغیرہ پر بادشاہت عطا کی. اللہ تعالی نے فرمایا:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ[36]وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ[37] وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ

ترجمہ:"پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا اور آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی[36]اور (طاقت ور) جنات کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو[37] اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔"

(سورۃ ص:38-36/38)

سلیمان علیہ السلام جانوروں کی بولی سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ[16] وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ

ترجمہ:" اور داوٗد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم سب کچھ میں سے دیئے گئے ہیں۔ بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الٰہی ہے[16] سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرند میں سے جمع کیے گئے (ہر ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی۔"

(سورۃ النمل:17-16/27)

گیارہواں ادب: دعا میں یقینی اور قطعی الفاظ استعمال کرنا:

دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ معلق دعا نہ کرے اور دعا میں غیر یقینی الفاظ استعمال نہ کرے۔ بلکہ اللہ سے یقین اور جزم کے ساتھ مانگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لاَ يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لاَ مُكْرِهَ لَهُ "

ترجمہ:" تم میں کوئی اس طرح نہ کہے اے اللہ مجھے معاف کر اگر تو چاہے اے اللہ مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اسے چاہئے کہ وہ یقین کے ساتھ مانگے بے شک

اللہ پر کوئی زبر ستی کرنے والا نہیں ہے۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 6339)

اور ایک حدیث آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا:

" أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي"

ترجمہ: "میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 7405)

بارہواں ادب: یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا:

بندہ پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتے جو سستی اور کاہلی کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ»

ترجمہ: "تم قبولیت کے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور جان لو کہ اللہ اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے دعا کرتا ہے۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 3479 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

تیرہواں ادب: تواضع اور انکساری کے ساتھ دعا کرنا:

بندہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

" ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"

ترجمہ:"تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔"

(سورۃ الاعراف:7/55)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ تیزی کے ساتھ عرش کو ٹکرانے والی دعائیں وہ ہوتی ہیں جن میں بندہ تواضع اور انکساری کا پیکر بن کر رب کے آگے گڑگڑاتا ہے، ایسی. دعائیں تیزی کے ساتھ آسمان کو چیرتے ہوئے عرش کو جاکر ٹکراتی ہیں۔

چودھواں ادب: آہستگی کے ساتھ دعا کرنا:

دعا کا ادب یہ ہے کہ بندہ آہستگی کے ساتھ دعا مانگے، بلند آواز سے چلا کر دعا نہ کرے، یہ ادب کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"

ترجمہ:"تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔"

(سورۃ الاعراف:7/55)

حضرت ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ، هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ»

ترجمہ:"ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو اپنی جانو پر رحم کرو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے بیشک وہ سننے والا اور تمہارے سے بہت قریب ہے اس کا نام اور اس کی عظمت بہت بلند ہے۔"

(الراوی: ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث:2992)

پندرہواں ادب: تکرار کے ساتھ دعا کرنا:

بندہ کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ سے تکرار کے ساتھ مانگے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: " اللَّهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ النَّارُ: «اللَّهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ» "

ترجمہ:"جس نے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور جس نے تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگا تو جہنم کہتی ہے اے اللہ اسے جہنم سے بچا۔"

(الراوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ، المصدر: سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:4340 خلاصۃ

حکم الحدیث: صحیح)

سولہواں ادب: نیک اعمال کا وسیلہ لینا:

دعا کی قبولیت کے لیے اپنے نیک اعمال کا حوالہ دینا مشروع ہے، نیک اعمال کے وسیلے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنی اسرائیل کے تین لوگوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بَيْنَمَا ثَلاَثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ المَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفْرِجُهَا. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ، كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي، وَإِنَّهُ نَاءَ بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالحِلاَبِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ. فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ. وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ،

فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ، وَلاَ تَفْتَحِ الخَاتَمَ، فَقُمْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا. فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً. وَقَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلاَ تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ البَقَرِ وَرَاعِيهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ [ص:4] وَلاَ تَهْزَأْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لاَ أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ ذَلِكَ البَقَرَ وَرَاعِيَهَا، فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ. فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ "

ترجمہ:" تین آدمی جارہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ تو انہوں آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اپنی اس نیکی کو یاد کرو جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالی سے دعا کرو ممکن ہے وہ غار کا منہ کھول دے۔

ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور میرے چھوٹے بچے تھے میں ان کے لئے بکریاں چراتا تھا اور واپس آکر دودھ نکالتا تھا میں اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا۔ ایک دن چارے کی تلاش

میں میں بہت دور نکل گیا چنانچہ رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو گئے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا اور دودھ کا برتن لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں والدین کو جگانا گوارا نہیں کیا اور والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلانا گوارا نہیں کیا۔ بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں لوٹ رہے تھے اسی کشمکش میں صبح ہوئی۔ پس اے اللہ اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور ان کے لئے اتنی کشادگی پیدا کی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی میں اس سے محبت کرتا تھا وہ انتہائی محبت جو ایک مرد عورت سے کرتا ہے۔ میں اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کر دیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے محنت کرکے سو دینار جمع کیا اور اس کے پاس لے کر گیا پھر جب میں اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ میں یہ سن کر زنا کرنے سے باز آ گیا۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے کچھ اور کشادگی پیدا کر دے چنانچہ ان کے لئے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ میں نے ایک مزدور کو ایک فرق چاول کی

مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دے دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے بچے ہوئے دھان بو تا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چرواہا خرید لیا جب وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ میرا حق دے دو۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چرواہا لے لو۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو میرے ساتھ مذاق مت کرو۔ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ گائے اور چرواہا لے لو چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا پس اے اللہ اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے مکمل کشادگی پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پوری کشادگی پیدا کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔

(الراوی: ابن عمر رضی اللہ عنہ، المصدر: صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5974)

سترہواں ادب: اسمائے باری تعالیٰ کا وسیلہ لینا:

قرآنِ کریم اور صحیح احادیث میں اللہ تعالیٰ کے بہت سارے اسمائے حسنی مذکور ہیں، ہدایتِ ربانی ہے کہ بندہ ان اسمائے حسنی کے ذریعہ دعا کرے تا کہ اس کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا"

ترجمہ: " اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔"

(سورۃ الاعراف:180/7)

آٹھارواں ادب: خوش حالی میں اللہ سے دعائیں کرنا:

بندہ خوشحالی میں کثرت سے دعائیں مانگے کیونکہ اس سے اس کی تنگدستی میں کی جانے والی دعائیں جلد قبول ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ»

ترجمہ: "جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ مصائب ومشکلات میں اس کی دعا قبول ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کشادگی وفراخی کے وقت کثرت سے دعا کرے۔"

(الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: السلسلۃ الصحیحۃ رقم الحدیث: 593 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

انیسواں ادب: ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے، اگر کوئی بندہ ہاتھ اٹھا کر اللہ سے مانگتا ہے تو اللہ کو شرم آتی ہے کہ اسے خالی ہاتھ لوٹائے آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا»

ترجمہ: "بیشک تمہارا رب بڑا باحیا اور کرم والا ہے جب اس کی طرف بندہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تو اسے بندے سے شرم آتی ہے کہ اس کو خالی ہاتھ لوٹائے۔"

(الراوی: سلمان المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 1488 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا آپ ﷺ سے اتنی احادیث سے ثابت ہے کہ ان کا جمع کرنا مشکل ہے۔ ہاتھ اٹھائے بغیر بھی دعا کی جا سکتی ہے لیکن افضل اور اولی یہ ہے کہ بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا یہ دعا قبول ہونے کے اسباب میں سے ہے لیکن ضروری نہیں ہے۔

بیسواں ادب: قبولیت کے اوقات میں دعائیں کرنا:

بعض اوقات ایسے ہیں جن کے بارے میں احادیثِ نبویہ میں صراحت ہے کہ ان مخصوص اوقات دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسے رمضان المبارک میں, مقامِ عرفہ میں ،اذان اور اقامت کے درمیان، طواف کے وقت، آبِ زمزم پیتے وقت، بارش کے وقت ،حالتِ سفر میں، رات کے آخری پہر، جمعہ کے دن ایک مختصر وقت میں اور سجدے کی حالت میں وغیرہ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان اوقات میں کثرت سے دعائیں کریں۔

"نبی کریم ﷺ کے صدقۂ طفیل میں" کیا اس طرح کے الفاظ دعا میں استعمال کر سکتے ہیں؟

ہم اس طرح کے الفاظ دعا میں استعمال کرنے سے اجتناب کریں گے کیونکہ ذخیرہ احادیث میں ہمیں اس کا ثبوت نہیں ملتا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور ان کے بعد خیر القرون کے ائمہ وعلمائے کرام سے بھی اس طرح کا توسل ثابت نہیں ہے

واللہ اعلم الصواب۔

دعا قبول ہونے اور نہ ہونے کے تعلق سے تین اہم باتیں:

اگر کوئی بندہ اخلاصِ نیت کے ساتھ اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق دعا کرتا ہے تو اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللهَ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا مَأْثَمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَسْتَجِيبَ لَهُ دَعْوَتَهُ، أَوْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا، أَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهَا"

ترجمہ: "جو کوئی مسلمان اللہ سے ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتے ہیں ۱۔ اس کی دعا قبول کرلیتا ہے ۲۔ یا اس دعا کے ذریعے اسی طرح کی مصیبت کو ٹال دیتا ہے ۳۔ اسکے لئے اسی طرح کے اجر کو ذخیرہ بنا کر رکھتا ہے۔"

(الراوی: ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ، المصدر: المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث :1816 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

بعض روایات میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن بندہ جب اپنی ڈھیر ساری نیکیاں دیکھے گا تو حیران ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں نے اتنی نیکیاں نہیں کی تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہے گا یہ تیری وہ دعائیں ہیں جو دنیا میں قبول نہیں ہوئی تھیں۔ بندہ کہے گا کاش کہ دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوتی تو بہتر ہوتا۔

وہ لوگ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں:

بعض اشخاص ایسے ہیں جن کی دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں۔ جیسے: حاجی، معتمر، روزے دار، مسافر، مظلوم، والدین کی دعا اولاد کے حق میں اور نیک اولاد کی دعا والدین کے حق میں وغیرہ۔

وہ لوگ جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں:

بعض لوگ ایسے ہیں جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔ جیسے: مشرک، بدعتی، زانی، حرام نافرمانی اور قطع رحمی کی دعائیں کرنے والا، وغیرہ۔ ہاں اگر یہ لوگ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی دعائیں قبول کرے گا۔

انبیاء علیہم السلام کی دعائیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا تذکرہ فرماتا ہے۔ ان دعاؤں کا مختصر طور ذکر اس لیے ضروری اور مفید ہے کہ ان کی دعائیں ہمیں دعا مانگنے کا طریقہ اور اپنی حاجتیں اللہ کے حضور پیش کرنے کا سلیقہ بخوبی سکھاتی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا:

آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکال کر دنیا میں بھیجا گیا تو آپ نے اللہ تعالی سے یہ دعا کی:

" رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

(سورۃ الاعراف:7/23)

حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعائیں:

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مختلف دعائیں مانگیں نیک اولاد کے لئے آپ نے اس طرح دعا مانگی:

"رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ"

ترجمہ: "اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔"

(سورۃ الصافات:37/100)

کعبہ کی تعمیر کے وقت اس طرح دعا کی:

" رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ "

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/127)

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

کعبۃ اللہ کی امن وسلامتی اپنے اور اپنے بچوں کی شرک سے حفاظت کے لئے اس طرح دعا کی:

" رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ "

ترجمہ:"ے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔"

(سورۃ ابراہیم:14/35)

اسی طرح اپنی اور اپنی اولاد کی نمازوں کے قیام کے لئے اس طرح دعا مانگی:

"رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ"

ترجمہ:"اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔"

(سورۃ ابرہیم:14/40)

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا:

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ایوب علیہ السلام کو بیماری کے ذریعے کئی سالوں تک آزمایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسی بیماری سے نجات حاصل کرنے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ"

ترجمہ:"ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

(سورۃ الانبیاء:83/21)

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تو آپ نے گڑگڑا کر اللہ تعالی سے یہ دعا کی:

" لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ "

ترجمہ:"الہی تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔"

(سورۃ الانبیاء:87/21)

حضرت موسی علیہ السلام کی دعائیں:

حضرت موسی علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے مختلف دعائیں کیں۔ رزق میں کشادگی کے لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگی:

"رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ"

ترجمہ:"اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔"

(سورۃ القصص:28/24)

اللہ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے اس طرح دعا کی:

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ"

ترجمہ:" اے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظالم کیا، تو مجھے معاف فرما دے، اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا، وہ بخشش اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔"

(سورۃ القصص:28/16)

زبان کی لکنت کے خاتمے کے لئے اس طرح دعا کی:

"رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي[25] وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي[26] وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي[27] يَفْقَهُوا قَوْلِي"

ترجمہ:" اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لئے کھول دے[25] اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے[26] اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے[27] تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔"

(سورۃ طٰہٰ:28-20/25)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں انبیاء علیہم السلام کی طرح آدابِ دعا کا خیال رکھتے ہوئے دعائیں کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

رخصتِ رمضان کی مناسبت سے چند نصیحتیں

التمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک کے پُر سعادت رمضان المبارک کی بابرکت ساعتیں رخصت ہونے کو ہیں، اس موقع پر بغرض افادہ کچھ منتخب احادیثِ نبویہ پیشِ خدمت ہیں جو بعد از رمضان بھی ہمارے لیے سرمایہ حیات کی حیثیت رکھتی ہیں.

پہلی حدیث:

سات خوش نصیب جنہیں اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا:

قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ سات لوگوں کو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"سبعةٌ يُظِلُّهم اللهُ في ظلّه يومَ لا ظلّ إلّا ظلُّه: إمامٌ عادلٌ وشابٌّ نشَأ في عبادةِ اللهِ تعالى ورجلٌ ذكر اللهَ خاليًا ففاضت عيناه ورجلٌ - كان - قلبُه معلّقٌ في المسجدِ ورجُلانِ تحابّا في اللهِ: اجتمَعا عليه وتفرّقا ورجلٌ دعتْه امرأةٌ ذاتُ منصبٍ وجمالٍ إلى نفسِها فقال: إنّي أخافُ اللهَ ورجلٌ تصدّق بصدقةٍ فأخفاها حتّى لا تعلَمَ شِمالُه ما تُنفِقُ يمينُه"

ترجمہ:"سات ایسے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے

سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا:

1) انصاف پسند بادشاہ: (یعنی وہ بادشاہ جس نے اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کیا ہو گا، اسی طرح اگر آپ کسی POSITION OF AUTHORITY میں ہوں اور کسی تنازعے یا مسئلے میں آپ مکمل انصاف سے کام لیں تو ان شاء اللہ تعالی آپ بھی بھی روزِ قیامت عرشِ الٰہی کے مستحق ہو سکتے ہیں)

2) ایسا نوجوان جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزار دے۔

3) ایسا آدمی جس نے تنہائی میں اللہ تعالی کا ذکر کیا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔

4) ایسا آدمی جس کا دل مسجد سے لگا ہوا رہتا ہے۔

5) وہ دو لوگ جو صرف اللہ کے خاطر محبت کرتے ہیں، اللہ ہی کے لئے ملتے اور اللہ ہی کے لئے جدا ہوتے ہیں (سعودی عرب کے ایک عالم دین نے کہا کہ اس سے مراد ہمارے اجتماعات بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا شمار بھی ان خوش نصیب لوگوں میں فرمائے۔ آمین)

6) وہ آدمی جسے کوئی مرتبے والی حسین عورت بدکاری کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں۔

7) اور وہ آدمی جو چھپا کر صدقہ کرتا ہے اس طرح کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے۔

(الراوی: ابو هريرة رضی اللہ عنه، المصدر: صحیح مسلم، المحدث: مسلم، رقم الحديث: 1031)

قیامت کی ہولناکیاں

زمین تانبے کی بنادی جائے گی:

قیامت کے حالات بہت ہی ہولناک ہوں گے زمین تانبے کی بنادی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"

ترجمہ:"جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ اللہ واحد قہر والے کے سامنے پیش ہوں گے۔"

(سورۃ ابرہیم:14/48)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ"

ترجمہ:"روز قیامت لوگوں کو ایک ایسی زمین پر اکٹھا کیا جائے گا جو سفید سرخی مائل، صاف گول ہو گی۔"

(الراوی : سھل بن سعد رضی اللہ عنہ ،المصدر : صحیح البخاری، المحدث:البخاری، رقم الحدیث:6521)

AskIslamPedia
Gateway to Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہو گا:

- عربی زبان میں "میل" کے دو معنی آتے ہیں:
- ایک معنی: سرمہ دانی کی سلائی کا ہے۔
- دوسرا معنی: 1.6093 اکلومیٹر کا ہے۔

اُس وقت ساری انسانیت سورج کی حدت اور گرمی کی شدت سے حیران و پریشان اور پسینے میں شرابور ہوں گے، ہر ایک اپنے اپنے گناہ کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہو گا۔ بعض ایسے ہوں گے جن کے ہونٹوں تک پسینہ ہو گا، بعض کمر تک اور بعض گھٹنوں تک پسینے میں غرق ہوں گے، بھائی اپنے بھائی سے، ماں اپنی بیٹی سے، باپ اپنے بیٹے سے دور بھاگے گا، ایسے سخت حالات میں اللہ سبحانہ و تعالی نیک لوگوں کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمائیں گے، انہیں حشر کے میدان میں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور انہیں متعدد اعزازات سے نوازا جائے گا اور بعض محسنین کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایک خاص سایہ نصیب کریں گے۔ اللہ تعالی ہمارا بھی شمار انہی لوگوں میں فرمائے۔ آمین

اللہ تعالی کے سایہ سے کیا مراد ہے؟

پہلا قول: اضافتِ تشریفی:

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِضَافَةُ الظِّلِّ إِلَى اللهِ إِضَافَةَ مِلْكٍ وَكُلُّ ظِلٍّ فَهُوَ مِلْكُهُ كَذَا قَالَ]و قال الحافظ في الفتح[وَكَانَ حَقُّهُ أَنْ يَقُولَ إِضَافَةُ تَشْرِيفٍ

لِيَحْصُلَ امْتِيَازُ هَذَا عَلَى غَيْرِهِ كَمَا قِيلَ لِلْكَعْبَةِ بَيْتُ اللهِ مَعَ أَنَّ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا مِلْكُهُ"

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کی طرف سایے کی اضافت در حقیقت "اضافتِ ملکیت" ہے اور اس طرح ہر سایہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہی ہے"۔ حافظ ابن حجر نے کہا" انہیں دراصل یہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ اضافت "اضافتِ تشریف" ہے تا کہ اس سایے کو دیگر تمام سایوں پر فضیلت حاصل ہو سکے جیسے کہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے جبکہ ساری مساجد اللہ تعالی کی ہیں۔"

(فتح الباری، رقم الجزء:2، رقم الصفحۃ:143)

دوسرا قول: اللہ سبحانہ وتعالی کی حمایت ومدد:

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الْمُرَادُ بِظِلِّهِ كَرَامَتُهُ وَحِمَايَتُهُ كَمَا يُقَالُ فُلَانٌ فِي ظِلِّ الْمَلِكِ وَهُوَ قَوْلُ عِيسَى بْنِ دِينَارٍ "

ترجمہ:" کہ اللہ تعالی کے سایے سے مراد اس کی کرامت اور اس کی مدد ہے، یہ عیسی بن دینار رحمہ اللہ کا قول ہے۔"

(فتح الباری، رقم الجزء:2، رقم الصفحۃ:143)

تیسرا قول: اللہ کے عرش کا سایہ:

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ:

"وَقِيلَ الْمُرَادُ ظِلُّ عَرْشِهِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ حَدِيثُ سَلْمَانَ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ"

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ اس سے اللہ تعالی کے عرش کا سایہ مراد ہے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ سے اس کی طرف اشارہ ملتا ہے جس کو سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالی سات لوگوں کو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا۔

(فتح الباری، رقم الجزء:2، رقم الصفحۃ:143)

دوسری حدیث: زندگی میں رمضان کی اہمیت:

انسان کی زندگی میں رمضان المبارک کی اہمیت اور اس کے ایک ایک لمحے کی قیمت کا اندازہ درج ذیل حدیث کے مقصود و مدعا سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَانِ مِنْ بَلِيٍّ فَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا وَاحِدًا وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ فَاسْتُشْهِدَ وَعَاشَ الْآخَرُ سَنَةً حَتَّى صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ فَرَأَى طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ خَارِجًا خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ

آخِرَهُمَا ثُمَّ خَرَجَ فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى طَلْحَةَ فَقَالَ: ارْجِعْ فإنه لم يأن لك فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ وعجبوا فيه قالوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا وَاسْتُشْهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدَخَلَ هَذَا الْجَنَّةَ قَبْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هَذَا بَعْدَهُ بِسَنَةٍ" قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: "وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَهُ وَصَلَّى كَذَا وَكَذَا فِي الْمَسْجِدِ فِي السَّنَةِ؟" قَالُوا: بَلَى قَالَ: "فَلَمَّا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ والأرض".

ترجمہ: "قبیلہ ء بلی کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، یہ دونوں ایک ساتھ اسلام لائے تھے، ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی بہ نسبت عبادت میں زیادہ محنت کرتا تھا۔ زیادہ محنتی ایک مرتبہ جہاد میں نکلا اور شہید ہو گیا۔ دوسرا آدمی اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا پھر وہ وفات پا گیا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں جنت کے دروازے پر ان دونوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اندرونِ جنت سے ایک شخص آیا اور جو بعد میں وفات پایا اس کو جنت میں داخل ہونے کے لئے کہا، پھر وہ دوبارہ آیا اور اس کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جو شہید ہوا تھا، پھر وہ دونوں میرے پاس آکر مجھ سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ صبح ہوئی تو طلحہ وہ خواب لوگوں کو سنانے لگے اور لوگ اس پر

تعجب کرنے لگے، تب وہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا وہ عبادت زیادہ کرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا بعد میں جنت میں داخل ہوا اور دوسرا آدمی پہلے جنت میں داخل ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس کے بعد وہ پورا ایک سال زندہ نہیں رہا؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے رمضان کا مہینہ نہیں پایا اور اس میں روزے نہیں رکھے اور سال بھر مسجد میں نمازیں نہیں پڑھیں؟ لوگوں نے کہا ہاں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں میں زمین وآسمان کی وسعت سے زیادہ فرق ہے۔

(الراوی: طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، المحدث: ابن حبان، المصدر: صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 2982 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ایک سال کی مدت میں بندہ حج ادا کر سکتا ہے، زکاۃ دے سکتا ہے، کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ بس اوقات ایک سجدے کے ذریعہ اللہ تعالی کو منا سکتا ہے۔ ہماری آنکھوں سے نکلے آنسو کے دو قطرے ہماری زندگی کو بدلنے کے لئے کافی ہے اور سب سے اہم چیز رمضان جیسے مبارک الشان مہینے کی برکتوں اور سعادتوں سے مالامال ہو سکتا ہے۔

بہر کیف انسانی زندگی میں رمضان المبارک کی بڑی اہمیت ہے، انفرادی زندگی میں مرتب ہونے والی مثبت تبدیلیاں ہوں یا اخروی زندگی میں عملِ صالح کے عوض ملنے والی نیکیاں اور کامیابیاں، ماہِ رمضان کا کردار نہایت اہم اور وقیع ہے چنانچہ ہمیں کہ ان مبارک ایام کو غنیمت جاننا چاہیے، زندگی کو لہو ولعب اور عیش ومستی میں

گزارنے کے بجائے اللہ کی عبادت اور خدمت خلق میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ ہمیں تادمِ حیات دین پر ثابت قدم رکھے۔

دین پر مداومت:

دین پر عمل اور رب کے فرامین واحکامات کی بجا آوری کا جذبہ عارضی نہیں بلکہ دائمی ہونا چاہیے، یہی مداومت اور ثبات قدمی ہم سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالی کو وہ عمل نہایت محبوب اور پسندیدہ ہے جس پر پابندی اور مداومت برتی جائے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جس پر دوام برتا جائے اگرچہ وہ کم کیوں نہ ہو۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، المحدث: البخاری، المصدر: الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5861)

رمضان کے بعد بھی گناہوں سے اجتناب:

چنانچہ مداومت کا اولین تقاضا یہ ہوا کہ ہم رمضان میں جس طرح حرام روزی، خیانت، دھوکہ دہی، جھوٹ، مکر وفریب، بدگمانی، بغض وحسد، اور تکبر سے اجتناب کرتے ہیں، اور حلال روزی کی تلاش، سچائی، وفاداری اور امانت داری کا خیال رکھتے ہیں بالکل اسی طرح رمضان کے بعد بھی ان تمام نیکیوں کو لازم. پکڑیں اور برائیوں سے اجتناب

کریں۔

بدگمانی، حسد، دشمنی اور جاسوسی جیسی بری عادتوں سے منع کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"

ترجمہ:"بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی جھوٹ ہے لوگوں کے عیوب کے پیچھے مت پڑھو کسی کی جاسوسی مت کرو، آپس میں حسد نہ کرو کسی کے پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بغض نہ رکھو بلکہ سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔"

(الراوی: ابوھریرۃ المحدث: البخاری المصدر: الجامع الصحیح رقم الحدیث: 6064 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

تکبر سے اجتناب کا حکم:

تکبر اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے زیبا نہیں ہے۔ تکبر اللہ تعالیٰ کی چادر ہے۔ جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ"

ترجمہ:"تکبر میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو کوئی انہیں مجھ سے کھینچنے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔"

(الراوی: ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ، المحدث: ابو داؤد، المصدر: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4090، خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ابلیس نے تکبر کیا تو اللہ تعالی نے اسے اپنے دربار سے نکال دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تو تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے، جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا، کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے، اس نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک۔"

(سورۃ الاعراف:13-12/7)

قارون نے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ"

ترجمہ: "(آخرکار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور

اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی نہ وہ خود اپنے بچانے
والوں میں سے ہو سکا۔"

(سورۃ القصص:28/81)

نماز کے اندر حالتِ قیام میں ایسا تصور کرنا چاہیے کہ ہم کائنات کے سب سے عظیم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں، ہم سوائے اس کے کسی اور کی عظمت کو نہیں مانتے، وہی ساری کائنات کا حقیقی بادشاہ ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اسی کا حق ہے کہ اس کے آگے قیام اور رکوع و سجود کیا جائے۔

پچھلے زمانے میں اگر کسی کو بادشاہ سے فریاد کرنا ہوتا تو وہ کئی گھنٹوں تک باہر کھڑا رہتا اور کافی دیر کے بعد ایک گھنٹی بجتی تھی تب بادشاہ آکر پوچھتا کہ کتنے دیر سے کھڑے ہو اور کیا چاہئے؟

اسی طرح آج اگر کوئی کسی بڑے عہدے پر فائز ہے اگر وہ سامنے والے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے تو یہ تکبر کی علامت ہے جو کہ انسان کو زیبا نہیں دیتا ہے اس سے بچنا چاہئے کہ یہ صرف اللہ تعالی کا حق ہے۔

انسان بھی بڑا عجیب ہے جب اس کے پاس دو پیسے آجاتے ہیں تو وہ تکبر کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ"

ترجمہ: "سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بے پروا (یا تونگر) سمجھتا ہے۔"

(سورۃ العلق:96/7-6)

رمضان کے بعد بھی روزوں کا اہتمام:

روزہ اللہ تعالی کی پسندیدہ عبادت ہے جس کے ذریعہ اللہ بندے سے محبت کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:"الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ المِسْكِ" "يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا"

ترجمہ:"حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" روزہ گناہوں سے ڈھال ہے، چنانچہ (روزے دار) کوئی گندی اور جہالت کی بات نہ کرے، اگر کوئی روزے دار سے جھگڑا کرے یا گالی دے تو وہ دو مرتبہ کہے کہ بے شک میں روزے سے ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے (پھر اللہ تعالی فرماتے ہیں) بندہ کھانا پینا اور خواہشات کو میرے لئے چھوڑتا ہے، اور روزہ میرے لیے ہے، اور میں ہی اسے بدلہ دوں گا اور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، المحدث: البخاری، المصدر: الجامع الصحیح، رقم الحدیث 1894:)

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کے محبوب بنیں تو ہمیں روزے کے آداب کا خیال کرتے ہوئے روزوں اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے محبوب کے دل میں گھر کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کام کو زیادہ توجہ سے کرے گا جو اس کے پسندیدہ شخص کو محبوب ہے۔ اسی طرح روزہ اللہ کی پسندیدہ اور محبوب عبادت ہے جس کا اہتمام کرکے ہم اللہ کی خوشنودی حاصل کرسکتے ہیں۔

رمضان کے بعد بھی نمازوں کا اہتمام:

نماز اللہ تعالی کی ایک عظیم عبادت ہے، نماز ادا کرنے سے مصیبتیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور ہماری ہر جائز خواہش پوری ہوتی ہے کیونکہ نماز اللہ کی مدد حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ"

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، اللہ تعالی صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ: 2/153)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ" أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ

سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کسی نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں، بندہ جو میرے قریب ہوتا ہے اس کا بہترین طریقہ جو مجھے پسند ہے وہ فرائض ہیں (فرائض ادا کرے گا تو میرے قریب ہو گا ورنہ مجھ سے دور ہو جائے گا) بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگوں گا پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اس کو عطا کروں گا اور وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو ضرور اس کو پناہ دوں گا۔"

(المصدر: البخاری، الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: 6502)

اس حدیث کا صحیح مفہوم:

اس حدیث کا مفہوم وہ نہیں ہے جو بعض جاہلوں نے سمجھ لیا ہے کہ اللہ اور بندہ ایک ہو جاتا ہے نعوذ باللہ بلکہ اس کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے امام خطابی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"هَذِهِ أَمْثَالٌ وَالْمَعْنَى تَوْفِيقُ اللّٰهِ لِعَبْدِهِ فِي الْأَعْمَالِ الَّتِي يُبَاشِرُهَا بِهَذِهِ الْأَعْضَاءِ وَتَيْسِيرُ الْمَحَبَّةِ لَهُ فِيهَا بِأَنْ يَحْفَظَ جَوَارِحَهُ عَلَيْهِ وَيَعْصِمَهُ عَنْ مُوَاقَعَةِ مَا يَكْرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْإِصْغَاءِ إِلَى اللَّهْوِ بِسَمْعِهِ وَمِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ بِبَصَرِهِ وَمِنَ الْبَطْشِ فِيمَا لَا يَحِلُّ لَهُ بِيَدِهِ وَمِنَ السَّعْيِ إِلَى الْبَاطِلِ بِرِجْلِهِ"

ترجمہ:"یہ کچھ مثالیں ہیں دراصل ان کا معنی کچھ یوں ہے کہ بندہ اپنے ان اعضاء سے جو اعمال انجام دیتا ہے ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق اور اس کی محبت و رضامندی شاملِ حال ہو جاتی ہے اس طرح کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے اعضاء و جوارح کی ان کاموں اور جگہوں سے حفاظت فرماتا ہے جو اللہ کے یہاں مبغوض و ناپسندیدہ ہوتے ہیں یعنی اس کے بعد وہ اپنے کانوں سے اللہ کی نافرمانی والی باتیں نہیں سنتا، آنکھوں سے اللہ کی منع کردہ اشیاء کی جانب نہیں دیکھتا، ہاتھ سے اللہ کے حرام کردہ کام سرانجام نہیں دیتا، پیر سے اللہ کے نافرمانی والی جگہوں پر نہیں جاتا۔"

(فتح الباری 11/ 352)

رمضان کے بعد بھی تہجد کا اہتمام:

رمضان المبارک میں جس طرح تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی طرح رمضان کے بعد بھی تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے، آپ ﷺ نے تراویح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ – إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا – غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

ترجمہ:"جس کسی نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام اللیل کیا اللہ تعالی اس کے پچھلے سارے گناہوں کو معاف کردے گا۔"

(الراوی : ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ،المحدث : مسلم،المصدر: صحیح مسلم ،رقم الحدیث :759)

تہجد کی فضیلت بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ"

ترجمہ:"فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے۔"

(المصدر: مسلم ،الراوی: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:1163)

رمضان کے بعد بھی صدقہ وخیرات کا اہتمام:

صدقہ وخیرات کرنے سے زندگی میں رحمتوں اور برکتوں کی بارش نازل ہوتی ہے اس سے double triple اجر ملتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"

ترجمہ:"جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں،

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ:2/261)

صدقہ وخیرات سے اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور جہنم سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ»

ترجمہ:"تم جہنم کی آگ سے بچو کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے ہی سہی۔"

(الراوی : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ،المحدث :البخاری ،المصدر: الجامع الصحیح ،رقم الحدیث:1417)

رمضان میں بڑے اور سرکش شیاطین کو قید کیا جاتا ہے:

رمضان میں بڑے اور سرکش شیاطین کو قید کیا جاتا ہے۔ چھوٹے شیاطین کو قید نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ"

ترجمہ:"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

(الراوی :ابو ھریرۃ المحدث :ابن ماجۃ ،المصدر:سنن ابن ماجۃ ،رقم الحدیث :1642 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

مذکورہ حدیث میں جن شیاطین کا ذکر ہے اس سے چھوٹے شیاطین مراد ہیں کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ، وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا، فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ، فَنُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"

ترجمہ:"اے لوگو مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی اور میں تمہیں بتانے کے لئے نکلا تھا پس دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے اور دونوں کے ساتھ شیطان تھا۔ پھر مجھ سے لیلۃ القدر بھلادی گئی لہذا تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔"

(الراوی: ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ، المحدث: مسلم، المصدر: صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1167)

چنانچہ اس طرح ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ معمولی باتیں بھی رمضان میں بسا اوقات ایشوز بن جاتی ہیں، پرانے واقعات نکال کر گڑے مردے کھودے جاتے ہیں۔ یہ سب چھوٹے چھوٹے شیاطین کی کارستانیاں ہوتی ہیں۔ شرک سے اپنے آپ کو بچائیں۔

شرک ایک گناہِ عظیم ہے:

دنیا کا سب سے عظیم اور بڑا گناہ شرک ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی پسند نہیں اللہ تعالیٰ دنیا کا ہر گناہ معاف کر سکتا ہے لیکن شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا"

ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔"

(سورۃ النساء: 4/48)

شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں:

شرک ایک ایسا سنگین گناہ ہے جس سے انسان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے افضل الرسل حضرت محمد ﷺ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

ترجمہ: " یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔"

(سورۃ الزمر: 39/65)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو خطاب کر کے فرمارہے ہیں کہ اے نبی کریم ﷺ اگر آپ بھی شرک کریں گے تو آپ کے سارے اعمال برباد اور ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑا غیور ہے اور شرک ایسا خطرناک جرم ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بھی حال میں

معاف کرنے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ گویا اللہ کے خلاف بغاوت ہے، جب کہ اگعام سے دنیوی بادشاہ اپنی حکومت کی خلاف بغاوت کو پسند نہیں کرتا تو اللہ عزوجل جو تمام جہانوں کا بادشاہ ہے اپنے خلاف بغاوت کو کیونکر پسند کر سکتا ہے۔

اسی طریقے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ انعام میں 18 نبیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ:

"ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ"

ترجمہ:" یہ اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور ولو بالفرض یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔"

(سورۃ الانعام:6/ 88)

مذکورہ آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شرک ایک خطرناک گناہ ہے، اگر کوئی بندہ شرک کرتا ہے تو اس کی نمازیں روزے صدقہ وخیرات تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اللہ پر بھروسے کو مضبوط کریں:

کائنات کا خالق اللہ رب العالمین ہے۔ کائنات میں وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہلتا۔ ہمیں ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ عرب والوں کی ایک اچھی عادت ہے جب وہ کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں یا ان کوئی کوئی تجارتی deal نہیں ہوتی، یا partnership ٹوٹ جاتی ہے اور بزنس business میں

بھاری نقصان جاتا ہے تو وہ زیادہ پریشان ہوئے بغیر کہتے ہیں خل ول یعنی جو ہوا آسے چھوڑ دو اور اللہ کے حوالے کرو۔

ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئے، ہمارا توکل اور ایمان اللہ تعالی پر مضبوط ہونا چاہئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اللہ سواری پر کے رسول ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

«يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ»

ترجمہ: "اے بچے میں تمہیں کچھ کلمات سکھاؤں گا تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ ہی سے سوال کرو اور جب تم مدد مانگو تو اللہ ہی سے مدد مانگو اور یہ جان لو کہ ساری امت اکٹھا ہو کر اگر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ تعالی نے تمہاری تقدیر میں لکھا ہے اور اگر ساری امت اکٹھا کر ہو کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالی نے تقدیر میں لکھا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، المحدث: الترمذی، المصدر: سنن الترمذی، رقم

الحدیث:2516،خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اسلام کا تعارف:

آج ہماری تعداد 1.7 بلین ہے جبکہ غیر مسلموں کی تعداد 5.3 بلین ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کا تعارف رکھیں، اور اس مقصد کے اس کے لئے منظم پلان اور انتھک محنت کی ضرورت ہے۔ قرآنِ مجید کا کثرت سے مطالعہ کرنا پڑے گا، جس سے ہمارے علم اور تقوی میں اضافہ ہو گا کہ اہلِ علم ہی اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"

ترجمہ:"اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔"

(سورۃ الفاطر:35/28)

الحمد للہ اللہ ان سطور کے راقم نے Zee Salam چینل پر 30episodes ہیں ہیں جو مکمل طور پر اللہ کے تعارف اور اس کی عظمت سے متعلق ہے، یہ ایک سعادت جس کا میں اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں۔

اسی طرح گمراہ فرقوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے کافی محنت کی ہے۔ ان کے مختلف channels چل رہے ہیں جبکہ اس وقت ہمارا کوئی چینل نہیں تھا۔ آج میڈیا کے ذریعہ اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ ویکی اسلام جس کے اندر ایک مرتد نے اسلام پر 160 اعتراضات کئے ہیں۔ اور ایک کتاب لکھی ہے جس میں محمد کو الگ کر کے موmoh ہیم ham میڈ mad لکھا ہے۔ اور اس کتاب میں آپ کی بہت توہین کی گئی ہے، ذرا غور

کریں باطل مذاہب اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے کافی محنت کررہے ہیں جبکہ اپنے پاس دین حق رکھ کر سورہے ہیں۔

قرآن کی عظمت:

اللہ تبارک وتعالی کو دیکھنا انسان کے بس میں نہیں ہے جیسا کہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام نے دیکھنا چاہا لیکن اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے موسی علیہ السلام کے اصرار پر اللہ اپنی ایک جھلک پہاڑ پر ڈالی جس کے نتیجے میں پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسی علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ"

ترجمہ:" اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا، بے شک آپ کی ذات منزہ ہے میں

آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔"

(سورۃ الاعراف:143/7)

جس طرح دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، اسی طرح قرآن کو سنبھالنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

"لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ"

ترجمہ: "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تُو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

(سورۃ الحشر:21/59)

قرآن مجید کے مطالعے سے جہالت دور ہوتی ہے، ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، دل کو تقویت ملتی ہے اور شیطان سے لڑنے کا ہمت اور حوصلہ ملتا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار

محاسبہ ءنفس

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے ہر چھوٹے بڑے اعمال کی نگرانی کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

لِغَدٍۚ وَاتَّقُوااللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌۢ بِمَاتَعۡمَلُونَ"

ترجمہ: " اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔"

(سورۃ الحشر:18/59)

کیوں کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَأَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِينُهُ[6] فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ[7] وَأَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِينُهُ[8] فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ[9] وَمَا أَدۡرَاكَ مَا هِيَهۡ[10] نَارٌ حَامِيَةٌ"

ترجمہ: " پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ (ہے(۔"

(سورۃ القارعۃ:101/6-11)

آخرت کی فکر اللہ کے نبی ﷺ کو راتوں میں چین سے سونے نہیں دیتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ: "اے نبی اکرم ﷺ آپ رات میں بڑے بے چین رہتے ہیں اور آپ کے کروٹ بدلنے کی اور بے قراری کی آوازیں آتی رہتی ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَيۡفَ أَنۡعَمُ وَصَاحِبُ الۡقَرۡنِ قَدۡ الۡتَقَمَ الۡقَرۡنَ

وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ "

ترجمہ:"میں کیسے آرام سے سوؤں جب کہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو لقمہ بنایا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اس کو صور پھونکنے کی اجازت ملے گی۔"

(الراوی :ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ،المصدر: صحیح الترغیب،رقم الحدیث: 3569،خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح لغیرہ)

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ دین پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

نوٹ:اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں:

https://www.youtube.com/watch?time_continue=273&v=E9JKWmZRFbU

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)